عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد نمبر ۱۵ | ۸ تا ۱۴ صفر ۱۴۱۳ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ جولائی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۶

ربوہ سے تل ابیب تک

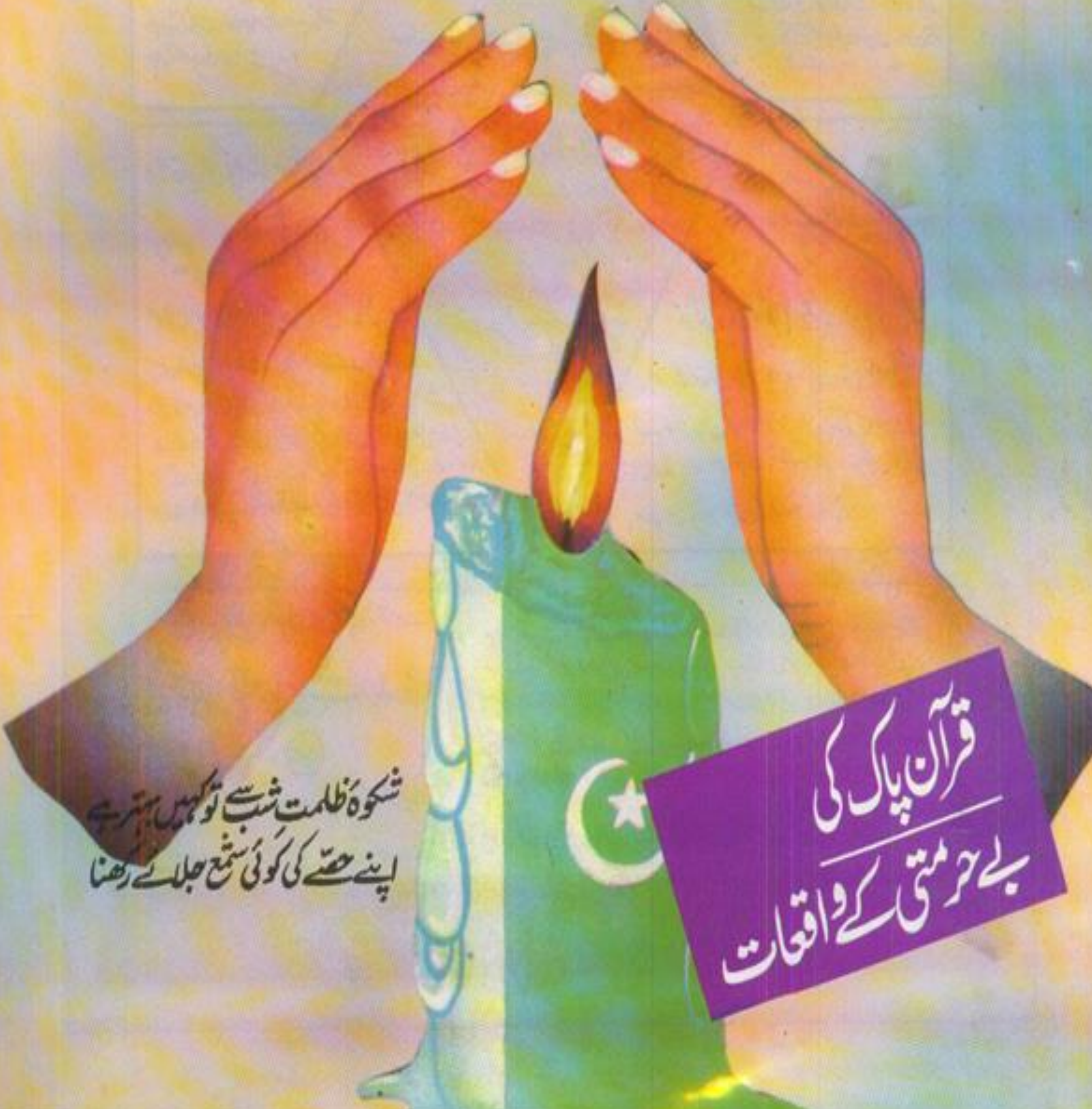

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر ہے
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے رہنا

قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی ۶ نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر
خصوصی رعایت

تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۶۰۰ صفحات

تالیف : مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء آغازِ تحریک سے تا ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک لمحہ بلمحہ کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبہ سے رپورٹیں
○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات وجرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ
چار رنگا سرورق مجلد قیمت ۲۰۰/-

قومی تاریخی دستاویز (اُردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدرالدین ۔ قادیانی ولاہوری دونوں گروپوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلاً سوالاً وجواباً اس میں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں ۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ مجلد
چار رنگا ٹائیٹل لیمنیشن ۔ صفحات ۳۰۰ سے زائد
قیمت ۱۰۰/- روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از :- پروفیسر محمد الیاس برنی ۔ ایم ۔ اے، ایل ۔ ایل ۔ بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار ۔ نئے حوالہ جات ۔ اغلاط سے مبرا ۔ سفید کاغذ بہترین طباعت ۔ مضبوط و عمدہ جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم ، مکمل تاریخ ، قادیانیوں مذہبی و سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرہ سے پردہ چاک کر دیا ۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت ۳۰۰/- روپے

احتسابِ قادیانیت

ازقلم : مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظرِ اسلام کے ردِ قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ ۔ نئی کمپیوٹر کتابت
بہترین کاغذ ۔ عمدہ طباعت ۔ مضبوط جلد ۔ رنگین ٹائیٹل ۔
صفحات ۳۰۰ قیمت ۱۰۰/- روپے

رئیسِ قادیان

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ ۔
مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزاجی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح ۔ مرزاجی کے قول وعمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز ۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت ۔ مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ صفحات ۶۷۶
قیمت ۱۵۰/- روپے

تحفہ قادیانیت (جلد دوم)

کاغذ و طباعت مثالی ۔ بہترین کمپیوٹر کتابت

تالیف
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ صفحات ۴۰۰ سے زائد قیمت ۱۵۰/-

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے ۔ تاریخی ، مذہبی ، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے ۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں :
○ دارالعلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ؒ ○ معرکۂ قادیان ولاہور ○ ظلی نبوت کا تارِ عنکبوت ○ پیام اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان ——— فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب ۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ، مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت ، وی پی نہ ہوگی ، پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۶

۱۹ تا ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۵ تا ۱۱ جولائی ۱۹۹۶ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد چنیوٹی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات ۳
قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ۶
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی۔ تاریخی حقائق کی زبانی ۹
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ۱۳
گوہر شاہی فتنہ اور اس کے اثرات ۱۶
ربوہ سے تل ابیب تک ۱۹

قیمت ۵ روپے

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۰۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۵۰ ڈالر امریکی ○ یورپ، افریقہ ۴۰ ڈالر امریکی
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۳۰ ڈالر امریکی
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۱۰۳، بزرٹہ لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات

صرف مذمت کافی نہیں ایسے واقعات کی روک تھام کا موثر انتظام ضروری ہے

خبروں کے مطابق راولپنڈی شہر کے بوہڑبازار کے گٹر سے تسلسل کے ساتھ قرآن پاک برآمد ہوئے۔ تازہ ترین واقعہ پر شہریوں کے شدید غم وغصہ اور ہڑتال کے ساتھ جلوس اور توڑ پھوڑ کے باعث پولیس اور کانسٹیبلری نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے مظاہرین پر پھینکے جس سے کم از کم کیارہ افراد زخمی ہوگئے۔ وزیر اعظم نے "تحقیقات" کا حکم دے کر ملزمان کو قرار واقعی سزا دینے کا فرمان جاری فرمایا ہے۔ پنجاب اسمبلی میں ——— جس کی حدود میں یہ واقعہ مسلسل پیش آرہا ہے ——— اس واقعہ پر جو مذمتی رد عمل ہوا یوں نقل کیا گیا ہے:

> لاہور (خبر نگار) پنجاب اسمبلی کے اسپیکر سمیت متعدد اراکین اسمبلی نے راولپنڈی شہر میں بوہڑبازار کے گٹر سے پانچویں مرتبہ قرآن پاک برآمد ہونے اور اس ناپاک جسارت کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر پولیس لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے۔ گزشتہ صبح اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی رکن اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم نے نکتہ اعتراض پر اس اہم مسئلہ کی طرف نشاندہی کی اور کہا کہ یہ افسوس ناک بات ہے کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر لاٹھی چارج کیا گیا اس طرح انتظامیہ بھی اس جرم میں برابر کی شریک ہوگئی ہے۔ اس پر اسپیکر محمد حنیف رامے نے کہا کہ آپ ہمیشہ ہریات پر پیٹرول چھڑکنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ صدر اور وزیر اعظم نے فوری طور ایکشن لیا ہے۔ صاحبزادہ فضل کریم نے جواب دیا کہ اگر ایسا کہنا جرم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی اجازت دے دی جائے۔ رکن اسمبلی اصغر گجر نے نکتہ اعتراج پر بولتے ہوئے کہا کہ اتنا بڑا حادثہ ہوا لوگوں کا رد عمل قدرتی عمل تھا۔ لوگوں پر لاٹھی چارج کرنے کی ہمیں شدید مذمت کرنی چاہئے۔ اسپیکر محمد حنیف رامے نے اپنی رولنگ دیتے ہوئے کہا کہ ہم اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں۔
>
> (روزنامہ خبریں لاہور ۲۰ جون ۹۶ء)

قرآن کریم کلام الٰہی ہے اور تاقیامت انسانوں کی رہنمائی کے لئے اتاری جانے والی اللہ کی آخری کتاب ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ نے خود ذمہ لیا ہے لیکن یہ دنیا دار الاسباب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت وبقائے دین کے لئے تکوینی اسباب کے ساتھ مسلمانوں کو من حیث الامت حفاظت وبقاء پر مامور کیا ہے۔ یہ دنیا تو دار العمل اور دار الامتحان ہے۔ مسلمانوں نے من حیث الامت جب سے احکام قرآن کی عملی حفاظت سے کوتاہی کا وطیرہ اپنایا ہے دنیوی زندگی میں ذلت وخواری ان کا مقدر بن گئی ہے۔ کوتاہی سے آگے اگر اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے مسلمانوں کے ملک میں قرآن کریم اور دیگر شعائر دین کی بے حرمتی اور توہین برملا ہونے لگے اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت اس کے سدباب سے پہلو تہی کی روش اختیار کرلے تو پھر عذاب الٰہی کے نزول کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ ایک ہی مقام پر پانچویں مرتبہ بے حرمتی کا ایک ہی انداز میں پیش آنا یقیناً "انتظامیہ کی لاعلمی ظاہر نہیں کرتا۔ خفیہ ایجنسیوں کا حکومت نے ایک جال بچھا رکھا ہے اور کروڑوں روپے اس پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ ہر فرد کی

سرگرمیوں پر ایجنسیوں کی نگاہ ہوتی ہے لہٰذا تحقیقات کا حکم معاملے کی اہمیت کو پس پشت ڈالنے کی دانستہ کوشش ہی قرار دی جاسکتی ہے۔ جس ملک میں دن دہاڑے مجمع عام میں وزیراعظم قتل ہوجاتا ہے لیکن پینتالیس سال گزرنے کے باوجود "تحقیقات" کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوسکا وہاں ایسے خفیہ انداز سے وقوع پذیر واقعہ کی تحقیقات کے لئے نہ معلوم کتنی صدیاں درکار ہوں گی۔ پنجاب اسمبلی میں مذکورہ بالا انداز میں صرف مذمت کے الفاظ استعمال کرنے سے بات نہیں بن سکتی۔ حکومت پنجاب اپنی صوبائی حدود میں ایسے واقعات کا سدباب کرنے کی براہ راست ذمہ دار ہے۔ پہلی مرتبہ بے حرمتی کا واقعہ پیش آنے پر حکومت متوجہ ہوتی تو مجرم بھی بے نقاب ہوتے اور جرم بھی تسلسل کے ساتھ وقوع پذیر نہ ہوتا۔ مرکزی حکومت اور صوبائی انتظامیہ کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی بے حرمتی کا سانحہ ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ قومی پرچم کی توہین پر بغاوت کے مقدمات قائم ہوجائیں۔ بانی پاکستان کی کیا موجودہ حکمرانوں کی شان میں ناشائستہ زبان کے استعمال پر خصوصی عدالتیں قائم کرکے جیلوں کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ سیاسی مخالفین کی گرفت کے لئے زیرزمین تہ خانوں کا کھوج لگالیا جائے۔ حیرت ہے کہ قرآن کریم اور شعائر دین کی بے حرمتی اور توہین پر صرف مذمت اور تحقیقات کے الفاظ ادا کرکے معاملہ کو دبا کر ایسے جرائم کے مرتکب بدبختوں کے حوصلے بڑھانے کا سامان مہیا کیا جائے۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں مسلمانوں کی حکومت میں جس نے قرآن و سنت کی خلافت کا حلف اٹھایا ہو۔ قہر الٰہی کو دعوت دینے کی روش نہ حکمرانوں کے حق میں فائدہ مند ہوگی اور نہ ملک و عوام کے لئے۔ افغانستان کی تباہی میں دیگر وجوہات کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن کریم کی برملا بے حرمتی پر حکمران حوصلہ افزائی کی روش اپنائے ہوئے تھے۔ پندرہ لاکھ سے زیادہ انسانوں کا خون بھی اس داغ کو دھونے سے قاصر رہا۔ اور غیرملکی سفاکوں کے بھاگ جانے کے بعد بھی لاکھوں انسان اپنے خون سے بے حرمتی کا دھبہ صاف کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ کیا مسلمان کہلانے والے حکمران بے توفیقی کے اس مقام پر ہیں کہ جلسہ و جلوس اور توڑ پھوڑ جلاؤ گھیراؤ والی زبان کے علاوہ کوئی مہذب زبان سمجھنے سے قاصر ہیں' خدارا ہوش کے ناخن لیجئے اور قبل اس کے کہ قرآن کریم اور شعائر دین کی بے حرمتی اور توہین کے جرم میں حکمراں سمیت پوری قوم پر عذاب الٰہی کی چکی چل جائے اپنی روش کا جائزہ لے کر فہم و فکر اور عمل کی اصلاح کرلیجئے!

مسجد کا انہدام ــــــ بابری مسجد والا اقدام

ایک چھوٹی سی خبر ملاحظہ فرمایئے

> کوئٹہ (نمائندہ نوائے وقت) مختلف دینی جماعتوں کی اپیل پر کل کوئٹہ میں ہڑتال ہوئی۔ ان جماعتوں نے سریاب روڈ پر ایک مسجد شہید کئے جانے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ناجائز تجاوزات ہٹانے کی مہم کے تحت اور سڑک کی توسیع کے لئے مسجد کا ایک حصہ بھی گرگیا تھا اور اس علاقے میں دوبارہ ایک پختہ مسجد تعمیر کردی جائے گی۔ احتجاج کرنے والی جماعتوں نے جلوس نکالا اور صادق شہید پارک میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جس سے صوبائی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے پارلیمانی لیڈر مولانا عبدالباری' جماعت اسلامی بلوچستان کے امیر مولانا عبدالحق' سابق صوبائی وزیر اور جے یو آئی (ف) کے رہنما مولانا نور محمد اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا اور مسجد شہید کئے جانے کے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے ذمہ دار افسران کے خلاف تحقیقات اور کارروائی کا مطالبہ کیا اور ان افسروں کے تبادلے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ ایسے ملک میں ہوا ہے جو اسلام کی بنیاد پر لیا اور اسلامی مملکت کہلاتا ہے۔ جلسے میں حکومت کے خلاف نعرے بازی بھی ہوئی۔ دینی جماعتوں نے مطالبات تسلیم ہونے تک احتجاج جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔
>
> (روزنامہ نوائے وقت ۱۹ جون ۹۶ء)

کوئٹہ میں انتظامیہ نے سڑک کی توسیع کے لئے مسجد کو شہید کردیا۔ ہندوستان میں بابری مسجد کو ہندوؤں نے شہید کردیا تو یہ ہندوؤں کی پست ذہنیت کا ثبوت قرار دیا گیا لیکن اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک پاکستان میں مسجدیں شہید ہونے لگیں تو یہ کارستانی کس شمار میں ہوگی؟ قبل ازیں ڈیرہ بگٹی میں ایسا ہی واقعہ سرکاری مسلح اہلکاروں کے ہاتھوں پیش آچکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بلوچستان انتظامیہ میں اسلام دشمن قوتوں کا عمل دخل زیادہ ہوگیا ہے اور وہ مسلمانوں کو غیرقانونی انداز میں جوش دلا کر کچھ مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ "ناجائز تجاوزات" کا بہانہ کم از کم مسجد کی شہادت کے لئے تراشنا ایک مسلمان ملک کے اصحاب اقتدار کو زیب نہیں دیتا۔ بدقسمتی سے اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر اسلام سے بے بہرہ یا اسلام دشمن افراد کا قبضہ چلا آرہا ہے۔ یہاں ایسے لوگ بھی ڈپٹی کمشنر بنادیئے جاتے ہیں جو مسجدوں کی تعمیر کو "قومی ضرورت" ہی تسلیم نہیں کرتے جبکہ ان کے نزدیک کھیل کے میدان اور پارک وغیرہ قومی ضرورت میں داخل ہیں اس لئے وہ مسجد کی تعمیر کے لئے مناسب جگہ دینے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ مسلمان اپنی ضرورت کے مطابق کسی جگہ مسجد تعمیر کرلیتے ہیں تو پھر اسے ناجائز تجاوزات قرار دے کر شہید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صوبائی حکومت کے ذمہ دار حضرات کو انتظامیہ میں گھسے ہوئے اسلام دشمن اعلیٰ افسروں کی مسلم آزاری کی روش کا سختی سے نوٹس لینا چاہئے۔ اور ایسے اقدام پر سنگین سزا مقرر کی جانی چاہئے۔ ورنہ تبادلہ یا تعطل ایسے افسروں کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔

محمد الیاس برنی

قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں

قادیانی تحریریں
اور شہادتیں

(و) سرحد

(۲۱) سرحدی قبائل کی اصلاح (ج)

سرحدی قبائل کی شورشیں اور ان کا سبب اور [illegible]

(عنوان مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

لہٰذا ہماری رائے میں ہمعصر پایونیر ہو یا دیگر امن دوست ملکی و قومی اخبارات یا خود عمال سلطنت ہوں۔ جس کسی کی بھی آج یہ خواہش ہو کہ ابنائے ملک و ملت میں صلح کاری و نیک کرداری پھیلے اور وہ مفسدہ پردازی کے خطرناک خیالات سے پاک رہیں' اس کا فرض اولین یہ ہے کہ مہدی موعود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے' اس کی اصلاح میں سلسلہ احمدیہ کا ہاتھ بٹائے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ اسلام ایسے مہدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا مشن امن شکن ہو۔ نیز یہ کہ فرماں روائے وقت کی اطاعت رعایا کا فرض ہے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۳' نمبر ۴۹' مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

یہ صورت حالات دیکھ کر حکومت صوبہ سرحد نے نہایت ہوش مندی سے کام لیا اور ایسے لوگ جو صوبہ کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور جو قلیل التعداد احمدیوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے کے لیے عوام کو اشتعال دلا رہے تھے' ان کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے حفظ امن کے انتظامات کرنے کی طرف توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے مظالم سے' جو پنجاب میں احرار کی طرف سے احمدیوں پر کیے جا رہے ہیں' صوبہ سرحد بڑی حد تک پاک رہا۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر ۱۸۶' ص ۳' مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۶ء)

(ہ) افغانستان

(۲۲) شہادت کی وجہ

ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہو گئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا.... اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لیے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا درباری تھا اور اس لیے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر ۳۱' ص ۱۰' مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر وہ اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں حکومت برطانیہ کے متعلق تھا اور وہ اس ہمدردی کی وجہ سے مستحق سزا ہو گئے جو قادیان سے لے کر گئے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۳' نمبر ۳۱' ص ۱۰' ۸' مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء)

(۲۳) سازشی خطوط

افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلیہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے جن سے پایا [illegible] ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔ (اخبار "امان" افغان)

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۲' نمبر ۹۹' ص آخری مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۴) مداخلت اور بازپرس

معزز ہمعصر اخبار "تیج" ۲۶ فروری ۱۹۲۵ء کے اشو میں رقم طراز ہے جنیوا کی اطلاع مظہر ہے کہ احمدیہ فرقہ کے امیر مرزا بشیرالدین محمود احمد نے لیگ آف نیشنز سے درخواست کی ہے کہ وہ کابل میں دو احمدیوں کی سنگساری کے بارے میں افغانستان کی گورنمنٹ سے بازپرس کرے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۲' نمبر ۹۷' ص ۶' مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۵) دیکھ لو

دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رستہ میں جو مخلتیں آئیں اور انہوں نے احمدیت کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدا کی' وہ کس طرح تباہ کر دی گئیں۔۔۔ پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رستہ میں روک تھی اور وہاں پر نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی بلکہ احمدیت کا اظہار بھی ممنوع تھا اور مسیح موعود کو وہاں جانے کا ذرا روا دیا جاتا تھا۔ خدا نے اس کے تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کر دیئے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۶' نمبر ۹۳' ص ۹' مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۹ء)

(۲۶) کابل

حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے کابل میں چلو تو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب انشاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے اور ان کو دکھا دیں گے کہ جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے' اس کے (مرزا صاحب کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے......

اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خاں) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے ناروائی سے جنگ شروع کر دی ہے' احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔ کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے' جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' ص ۷-۸' نمبر ۹۰' مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

(۲۷) جنگ کابل

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی ہے جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس' بخدمت ہز ایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند' مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۱ء' جلد ۹' نمبر ۱)

(۲۸) دنیا کا چارج

وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید ہوئے تھے' وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہیے.... دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لیے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لیے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑ جاتا مگر اب دیکھو کتنا تغیر آ گیا۔ وہاں کے بادشاہ نے کہہ دیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لیے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لیے ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۷ فروری' ۲ مارچ ۱۹۲۲ء' جلد ۹' نمبر ۶۷-۶۸)

(۲۹) اس لیے

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لیے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا' لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اسی لیے مروا دیا ہے وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرتا ہے۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لیے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسندوں والا سلوک روا رکھا ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار الفضل' جلد ۲۲' نمبر ۵۶' ص ۱۲' مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(د) عراق

(۳۰) عمدہ نتائج

لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں......

یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔ کیونکہ..... خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے۔ جو اس کا اہل ہوتا ہے' پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمانوں کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲' نمبر ۱۰۳' مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۰ء)

(۳۱) فتح بغداد

فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا' دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے' جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لیے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لیے تیار کریں۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۴۲' ص ۹' مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۳۲) عراق کی فتح

عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے لیکن جب وہاں حکومت قائم ہو گئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط تو کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہو گی مگر احمدیوں کے لیے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل، جلد ۸، نمبر ۱۷، ص ۸، مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۲۳ء)

(۳۲-الف) عراق کی آزادی (ج)

انگریزی افواج کی کوچ کا اثر انگیز نظارہ بغداد سے ایک سرکاری پیغام شائع کیا گیا ہے جس میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ ۱۹۳۰ء کے معاہدہ کے ماتحت عراق مکمل طور پر آزاد ہو گیا ہے۔

وہ نظارہ بہت ہی اثر انگیز تھا جب آخری عراق چھاؤنی سے مارشل کارنی (افسر اعلیٰ برطانوی شاہی افواج) نے اپنی عراقی فوج کے آخری دستہ کو کوچ کا حکم دیا گوروں نے عراق کے نخلستانوں پر حیرت کی نظر ڈالی انگریزی فوج تیز قدمی کے ساتھ عراق میں داخل ہوئی تھی مگر آخری دستہ کے فوجی بگل رفتار سے رخصت ہو رہے تھے۔

جب فوجوں نے انگلستان کا رخ کر کے ایک ساتھ قدم اٹھائے تو پھر انہوں نے مڑ کر اس منظر کو نہیں دیکھا جو ان کے جانے سے رونما ہو رہا تھا تو اس وقت امین پاشا امیر الامراء افواج عراق وہاں موجود تھے۔ مارشل کارنی نے اعلان کیا:

"ہم یہ فوجی علاقہ جو ہمارے قبضہ میں تھا حکومت برطانیہ کی طرف سے عراق کو واپس کرتے ہیں"۔

امین پاشا نے فوراً ہاتھ بڑھایا اور مارشل کے ہاتھ سے فوجی بارکوں کے تمام نقشے اپنے قبضے میں لے لیے۔ صلیبی علم چھاؤنی کی بلند عمارتوں سے اتار دیا گیا اور مارشل کارنی کی آنکھوں کے سامنے اسلامی علم لہرا دیا گیا۔ اس علم پر ایک ہلال اور ایک ستارہ موجود ہے جو عراق کے مستقبل کی باتیں آسمان سے کر رہا ہے۔ (قادیانیوں کو کیسی عبرت اور ندامت ہوئی ہو گی کہ ان کے سرپرست انگریز آنکھوں دیکھتے رفوچکر ہو گئے۔۔۔۔ للمؤلف)

(روزنامہ "پیام" حیدر آباد دکن، مورخہ ۷ محرم ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۳۸ء)

(ز) عرب

(۴۳) کیا فائدہ

آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے، مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم [illegible] کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے کہ چلو خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب [illegible] نہیں دیتی مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ [illegible] سعود کو ملا کرتے تھے اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس قدر مدد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۲۳، نمبر ۵۵، ص ۹، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(ح) فلسطین

(۴۴) قادیانی مضمون کا شکریہ

بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکل ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے۔ کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا۔۔۔ سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے، آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنا لیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں۔۔۔ بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے، اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کا خط، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۵، نمبر ۷۰، ص ۸-۹، مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۴۴-الف) درخواست دعا (ج)

احباب ہیں اصحاب جانتے ہیں کہ آج کل فلسطین میں سخت شورش بپا ہے۔ حکومت اور یہود عربوں پر تشدد کر رہے ہیں بلکہ خود عرب ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اسی سرزمین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیواؤں کی بھی ایک جماعت ہے۔ تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ احباب جماعت کے لیے بھی یہ دن سخت مشکلات کے ہیں۔ مالی تنگی کے علاوہ خطرہ جان بھی ہے۔ اس لیے میں تمام احباب سے دردمند دل کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل نازل کرے اور انہیں ترقی دے کر احمدیت کے سچے خادم بنائے۔ آمین۔ مولوی محمد صدیق صاحب مجاہد تحریک جدید ان دنوں وہاں ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری قادیان

(اخبار "الفضل" قادیان، مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۸ء، جلد ۲۶، نمبر ۱۸۰، ص ۲)

باقی آئندہ

ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوری ؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی
تاریخی حقائق کی زبانی

سیالکوٹ کی ملازمت اور مختاری کا امتحان

سیالکوٹ کی سرکاری ملازمت بھی تاریخ مرزائیت کا ایک اہم باب ہے۔ مرزائی بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی حکومت نے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے لیے سات سو روپیہ سالانہ کی پنشن تا حین حیات مقرر کر دی تھی۔ اس سے خاندان کے بسر اوقات کی ایک اطمینان بخش صورت پیدا ہو گئی ہوگی۔ لیکن چونکہ حکیم صاحب کی آنکھیں بند ہوتے ہی یہ بھی بند ہو جانے والی تھی' اس لیے وہ اپنے بیٹے غلام احمد صاحب کے مستقبل کی طرف سے اکثر فکرمند رہا کرتے تھے۔ مرزائی بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملازمت سیالکوٹ کی علت غائی حضرت "مسیح موعود" صاحب کی کوئی ایسی ناشدنی حرکت تھی جس نے انہیں گھر میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہنے دیا تھا۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں: "اور ایسا ہوا کہ ان دنوں میں آپ گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے قادیاں سے باہر چلے گئے تھے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی اور گزارہ کے لیے ضلع کی کچہری میں ملازمت بھی کر لی"۔ (تحفہ شہزادہ ویلز' ص ۳۴) اس اجمال کی تفصیل ان کے برادر خورد مرزا بشیر احمد صاحب کے بیان میں ملتی ہے۔ چنانچہ "سیرۃ المہدی" میں رقمطراز ہیں۔ "بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں' اس لیے آپ شہر سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے"۔ (سیرۃ المہدی' حصہ اول' ص ۴۳-۴۴) اس بیان میں مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح اور مرزا بشیر احمد صاحب ایم' اے مولف سیرۃ المہدی کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ مرزا امام الدین مسیح موعود صاحب کو ان کی جوانی کے زمانہ میں پھسلا کر لے گیا اور ان کو دھوکا دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا "مسیح موعود" کوئی ناکتخدا لڑکی تھی جسے کوئی بدمعاش اغوا کر کے لے گیا یا کوئی ننھا بچہ تھا جو مٹھائی کا نام سن کر پیچھے چل پڑا؟ جب "مسیح موعود" صاحب عاقل بالغ ذی ہوش صاحب علم و خرد تھے تو مرزا امام الدین کا پھسلانا اور دھوکا دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ممکن ہے کہ مرزا امام الدین نے ہی یہ رائے دی ہو کہ چلو ذرا لاہور اور امرتسر کی دلفریبیاں دیکھیں' وہاں کے عیشیات سے جی بہلائیں' چمن جوانی کی بہار کے مزے لوٹیں کہ ع

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مرزا امام الدین تنہا قصوروار نہیں تھا

لیکن ظاہر ہے کہ جب تک خود مسیح صاحب ہوا و ہوس کے غلام نہ ہوتے' قاتل دلچسپیوں اور نفسانی خواہشوں سے انس نہ ہوتا' مرزا امام الدین لاکھ سر پٹکتا' وہ اس کے دام اغواء میں نہیں پھنس سکتے تھے۔ پس کوئی ذی عقل انسان ایسی طفل تسلیوں کو ایک منٹ کے لیے بھی باور کرنے پر تیار نہ ہوگا کہ مرزا امام الدین کے پھسلاتے وقت "مسیح موعود" صاحب کے ہوش و حواس برقرار نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ کھانے پینے میں سات سو روپیہ کی کثیر رقم خصوصاً ۱۸۶۴ء جیسے ارزاں ترین زمانہ میں جبکہ گیہوں کا نرخ قریباً آٹھ آنہ من' گوشت کا ایک آنہ سیر' گھی کا چار آنہ فی سیر بتایا جاتا ہے' صرف کھانے پینے پر یا اس قسم کی عام مباح تفریحات پر کبھی اٹھ نہیں سکتی تھی۔ اور اگر بالفرض پندرہ بیس روپے جائز تفریحات پر اٹھ ہی گئے تھے تو یہ کوئی ایسا قابل سرزنش فعل نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے مسیح صاحب گھر جانے سے ہچکچاتے اور بھاگ کر سیالکوٹ جیسے دور افتادہ مقام پر جا دم لیتے' لیکن دس بیس روپے کا کیا ذکر ہے' اتنی کثیر رقم میں سے ایک حبہ بھی گھر نہیں پہنچا۔ ظاہر ہے کہ اس ضیاع مایہ پر مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور محترمہ چراغ بی بی صاحبہ' جن کے سال بھر کے مصارف اور خانگی ضروریات کا مدار اسی رقم پر تھا' کس درجہ مضطرب اور بدحواس ہوئے ہوں گے۔ اس وقت مرزا امام الدین سن کہولت کو پہنچا ہوا تھا اور مسیح صاحب کا اوج شباب تھا اور جوش جوانی میں اکثر لوگ بے اعتدالیاں کر گزرتے ہیں۔ پس اگر "مسیح موعود" صاحب سے کچھ بے اعتدالیاں ہو گئیں تو میرے نزدیک وہ نظرانداز کر دینے کے قابل ہیں' کیونکہ جوانی دیوانی مشہور ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عالم شباب سے نکل کر سن کہولت میں قدم رکھ دیتے ہیں۔۔

اچھا ہوا شباب کا عالم گزر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا

اس لیے کم از کم مجھے عالم شباب کی بے اعتدالیوں پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور اگر اعتراض ہے تو محض اس چیز پر کہ جب حضرت "مسیح موعود" صاحب نہ صرف عاقل بالغ بلکہ بقول مرزائیہ مادر زاد نبی تھے تو وہ مرزا امام الدین کے چکمہ میں کس طرح آ گئے اور مرزا امام الدین کو تنہا کیوں مجرم گردانا جاتا ہے؟

جریدۂ "پیغام صلح" کی "خوش فہمی"

چنگ میں محمدیہ ایبوی ایشن لاہور کے اس اعتراض کے جواب میں کہ مرزا غلام احمد اور مرزا امام الدین نے مل کر گلچھرے اڑائے اور سات سو روپیہ کی رقم تطہیر خواہشات نفسانی کی نذر کی' لاہوری مرزائیوں کے آرگن "پیغام صلح" نے ایک مرتبہ مرزا غلام احمد کو ایک نابالغ اور بے سمجھ لڑکا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ (دیکھو "پیغام صلح" ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء) مگر یہ بیان سراسر مغالطہ دہی اور ابلہ فریبی ہے۔ حضرت "مسیح موعود" صاحب کی عمر اس وقت حسب تصریح میاں بشیر احمد' ایم۔ اے اٹھائیس سال کی تھی کیونکہ میاں بشیر احمد نے سیرۃ المہدی (جلد ۲' ص ۱۵۰) میں اپنے والد کا سال ولادت ۱۸۳۶ء اور سال

ملازمت ۱۸۶۴ء بتایا ہے اور اُنیس سال کی عمر جوانی کی امنگوں کا اوج کمال ہے۔ پس مرزا غلام احمد کو بے قصور اور مرزا امام الدین کو قصوروار ٹھہرانا کسی طرح قرین انصاف نہیں ہے۔ "پیغام صلح" کا ایک مزیدار استدلال ملاحظہ ہو۔ نہایت معصومانہ انداز میں لکھتا ہے "بانی حضرت مسیح موعود کے چال چلن کی پاکیزگی تو اسی سے ثابت ہے کہ وہی مرزا امام الدین عرصہ دراز تک آپ (مرزا غلام احمد) کی زندگی میں زندہ رہا۔ ہر قسم کی مخالفت کرتا رہا لیکن نہ وہ اور نہ کوئی اور قادیاں یا بیرون قادیاں کا کوئی مخالف آپ کے چال چلن پر کوئی عیب رکھ سکا"۔ (پیغام صلح' ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء) لیکن ایسا خیال بالآخر "پیغام صلح" کی "خوش فہمی" پر دلالت کرتا ہے' کیونکہ مرزا غلام احمد تنہا کسی فعل کے مرتکب نہیں ہوئے تھے بلکہ مرزا امام الدین بھی ہر کام میں ان کا شریک حال تھا۔ ایسی حالت میں وہ مرزا غلام احمد صاحب کی عیب گیری نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے اظہار سے خود اس کا اپنا دامن عصمت بھی داغدار ہوتا تھا۔ اور چونکہ سات سو روپیہ خرچ کرنے کا واقعہ قادیاں سے باہر کا تھا اور نہیں معلوم کہ امام الدین اور غلام احمد کہاں کہاں سیر سپاٹے اڑاتے پھرے تھے اس لیے عام پبلک ان مخفی حالات پر کسی طرح مطلع نہیں ہو سکتی تھی۔

سیالکوٹ کا قیام اور دور ملازمت

مرزا غلام احمد صاحب سیالکوٹ پہنچ کر نوکری کی تلاش کرنے لگے اور کچھ دنوں کے بعد ضلع کچہری میں نوکر ہو گئے۔ نوکری کی نوعیت میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ اہلمد متفرقات تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ محرر کنگ کی حقیر اسامی پر ملازم ہوئے۔ مشاہرہ پندرہ روپے ماہانہ بتایا جاتا ہے۔ مرزا صاحب کا اپنا بیان ہے کہ میں سات سال سیالکوٹ رہا ہوں۔ پس یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ قادیانی صاحب شروع ہی میں پندرہ روپے تنخواہ پر ملازم ہوئے تھے یا سات سال میں ترقی کرتے کرتے پندرہ روپے پر پہنچے تھے۔ میاں بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ مرزا صاحب محلہ کشمیریاں سیالکوٹ میں کرایہ کا مکان لے کر مقیم ہوئے۔ مالک مکان کا نام عمرا جولاہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جامع مسجد کے سامنے ایک بالاخانہ پر منصب علی وثیقہ نویس کی رفاقت میں رہنے لگے۔ جب عمرا جولاہا کے مکان پر رہتے تھے اور حاجت مند لوگ حسب دستور آتے تو مرزا صاحب عمرا جولاہا کے بڑے بھائی فضل الدین کو بلا کر کہتے کہ ان لوگوں کو سمجھا دو کہ یہاں نہ آیا کریں۔ جتنا کام میرے متعلق ہوتا ہے وہ میں کچہری ہی میں کر آتا ہوں تو فضل الدین ان کو نکال دیتا۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۲۵۴) میاں بشیر احمد صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے دوران ملازمت میں اپنا دامن رشوت ستانی سے ملوث نہیں ہونے دیا۔ لیکن اکثر واقف کار مرزا صاحب کو رشوت ستانی کا ملزم گردانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ الزام صحیح ہو' مگر کسی قطعی دلیل کے بغیر اس قسم کا الزام عاید کرنا سخت بیجا ہے۔ مرزا احمد علی اثنا عشری امرتسری کتاب "دلیل العرفان" میں لکھتے ہیں کہ منشی الٰہی احمد امرتسری نے رسالہ "نتائج آسمانی کے راز ہائے پنہانی" میں مرزا غلام احمد کے عین حیات ہوتے بڑے طمطراق سے لکھا تھا کہ انہوں نے زمانہ محرری میں خوب رشوتیں لیں۔ یہ رسالہ ۱۹۰۰ء میں یعنی مرزا صاحب کی وفات سے آٹھ سال پیشتر شائع ہوا تھا لیکن مرزا صاحب نے اس الزام کی کبھی تردید نہ کی اور نہ زمانہ محرری میں اپنی دیانت ثابت کر سکے۔ (دلیل العرفان' مولفہ مرزا احمد علی امرتسری' ص ۴۳) اسی طرح مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مناظرہ روپڑ میں' جو ۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو ہوا' ہزارہا کے مجمع میں بیان کیا کہ مرزا صاحب نے سیالکوٹ کی نوکری میں رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہ سیالکوٹ ہی کی ناجائز کمائی تھی جس سے مرزا صاحب نے چار ہزار روپیہ کا زیور اپنی دوسری بیوی کو بنوا دیا۔ (روئیداد مناظرہ روپڑ' مطبوعہ گلشن پنجم پریس جالندھر شہر' صفحہ ۳۵)

عیسائیوں سے مناظرے

مرزا غلام احمد صاحب دوران ملازمت میں وقتاً فوقتاً عیسائیوں سے مناظرے بھی کر لیا کرتے تھے۔ جس جگہ جامع مسجد سیالکوٹ کے سامنے منصب علی وثیقہ نویس کے ساتھ رہتے تھے' وہاں سے قریب ہی فضل الدین نامی ایک دکاندار تھا۔ وہ بڑی رات گئے تک دکان کھولے بیٹھا رہتا تھا۔ بعض پڑھے لکھے مسلمان بھی آ موجود ہوتے۔ کبھی کبھی نصراللہ عیسائی ہیڈ ماسٹر مشن سکول سیالکوٹ بھی آ جاتا اور اس سے مرزا غلام احمد صاحب کی مذہبی بحث ہو جاتی۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۲۵۴) صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو مباحثہ کا شوق تھا۔ ایک مرتبہ دیسی پادری الائشہ نے کہا کہ مسیحیت کے سوا کسی مذہب میں نجات نہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ نجات سے تمہاری مراد کیا ہے؟ وہ خاموش ہو گیا۔ میاں بشیر احمد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الہ داد سابق محافظ دفتر سے مرزا صاحب کی بہت دوستی تھی اور بعض اوقات ان کے گھر پر جایا کرتے تھے۔ (ایضاً' ص ۲۷۸) مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر سب جج (مصنف) نے جو لاہور میں خاکسار راقم الحروف کے قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر رہتے ہیں' راقم سے بیان کیا کہ شیخ الہ داد ریکارڈ کیپر ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ سائیں گھیر شاہ مجذوب متوطن وانیانوالی ضلع گوجرانوالہ کے ماننے والوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ مرزا غلام احمد صاحب شیخ الہ داد کو ساتھ لے کر ایک انگریز پادری سے مناظرہ کرنے گئے۔ پادری نے دریافت کیا تم دونوں میں سے کون صاحب مناظرہ کریں گے؟ شیخ الہ داد نے مرزا صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ گفتگو کریں گے۔ ان کو مناظروں کا بڑا شوق ہے۔ پادری نے مرزا صاحب سے خطاب کرتے ہوئے کہا مسیح (علیہ السلام) کو آپ لوگ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف تم لوگ مانتے ہو' ہم نہیں مانتے۔ ایسی حالت میں آپ لوگوں کو عیسائی ہو جانے میں کیا عذر ہے؟ مرزا صاحب سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا اور سوچنے لگے۔ آخر جب بحر تفکر میں غوطے لگاتے بہت دیر ہو گئی تو شیخ الہ داد نے مرزا صاحب کو بتایا کہ وقت ہو گیا۔ پادری نے شیخ الہ داد سے کہا تمہارا اقرار تھا کہ ایک ہی آدمی گفتگو کرے گا' لیکن تم نے خلاف وعدہ اپنے مناظر کو لقمہ دیا ہے۔ الہ داد نے کہا پادری صاحب! جب ہمارے مناظر صاحب اس بات کو سمجھے ہی نہیں کہ میں نے انہیں کیا بتایا۔ تو میرا لقمہ آپ کے حق میں کچھ مضر نہیں ہوا۔ غرض مرزا صاحب شکست کھا کر چلے آئے۔ شیخ الہ داد کے اس قول کا کہ "وقت ہو گیا" یہ مطلب تھا کہ "عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نبی ہو چکے۔ اب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دور ہے' اس لیے جناب خاتم نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں"۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ مرزا صاحب ہمیشہ ہزیمت ہی کھاتے ہوں گے' نہیں۔ بعض دفعہ کامیابی بھی پاتے تھے۔ مثلاً میاں بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک پادری سے گفتگو ہوئی۔ پادری نے کہا کہ مسیح کے بن باپ پیدا کیے جانے میں یہ حکمت تھی کہ وہ آدم کی شرکت سے بری رہیں کیونکہ آدم گنہگار تھا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ مریم بھی تو آخر آدم ہی کی نسل سے تھیں' پھر براءت کس طرح ممکن ہے؟ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ عورت ہی آدم علیہ السلام کے گناہ کا باعث ہوئی تھی۔ پادری سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۲۳۷)

انگریزی تعلیم

مرزا صاحب کو انگریزی زبان میں بھی الہام ہوا کرتے تھے۔ اس الہام بازی سے مرزا صاحب کی امت کو فائدہ تو خاک پتھر بھی نہ ہوتا ہوگا' البتہ اس سے الہام کرنے والی "ذات شریف" کا بظاہر مرزا صاحب کو یہ جتلانا اور اس پر فخر کرنا مقصود ہوتا تھا کہ ہم تمہارے سفید آقایان فرنگ کی زبان بھی جانتے ہیں اور اس زبان میں بھی القاء کر سکتے ہیں۔ اسی بنا پر مرزا صاحب نے اپنی کتاب "نزول المسیح" میں ارشاد فرمایا کہ میں انگریزی نہیں جانتا' اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں۔ ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں مگر خارق عادت کے طور پر مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔ آئی لو یو (میں تم سے محبت رکھتا ہوں)' آئی ایم ود یو (میں تمہارے ساتھ ہوں)' آئی شیل ہیلپ یو (میں تمہیں مدد دوں گا)۔ (نزول المسیح' مولفہ مرزا غلام احمد صاحب' ص ۱۳۱)۔ لیکن اہل نظر و اصحاب تحقیق نے حضرت "مسیح موعود" کے اس دعویٰ کو غلط بیانی اور دروغ مصلحت آمیز پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ "مسیح موعود" صاحب نے سیالکوٹ میں انگریزی کی دو ایک کتابیں سبقاً" پڑھی تھیں۔ اور اسی کا اثر تھا کہ انگریزی کے چند ٹوٹے پھوٹے فقرے لکھ کر الہام کے نام سے اپنی کتابوں میں زیب رقم فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مسیح صاحب کے منجھلے صاحبزادہ میاں بشیر احمد' ایم۔ اے "سیرۃ المہدی" میں لکھتے ہیں کہ مولوی الٰہی بخش ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے (سیالکوٹ میں) منشیوں کے لیے ایک انگریزی مدرسہ قائم کیا۔ ڈاکٹر امیر شاہ ہیڈ معلم تھے۔ حضرت "مسیح موعود" نے بھی انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۱۳۷) اسی طرح مولوی احمد صاحب مرحوم امام مسجد صوفی کشمیری بازار لاہور نے خاکسار سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ سندھی' جو کئی سال سے مکہ معظمہ میں قیام فرما ہیں' لدھیانہ میں مرزا غلام احمد کو دیکھنے گئے۔ اس وقت وہ صرف مجددیت کے مدعی تھے۔ جب ہم مردانہ میں پہنچے تو اس وقت مرزا صاحب اندر زنان خانہ میں تھے۔ ان کی نشست گاہ میں ایک انگریزی کتاب رکھی تھی۔ مولوی عبید اللہ صاحب نے اس کتاب کو اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگے "دیکھو اس شخص کا بیان ہے کہ میں انگریزی نہیں جانتا اور میرے جس قدر الہام ہیں وہ منجانب اللہ ہیں حالانکہ یہ شخص یقیناً تھوڑی بہت انگریزی جانتا ہے"۔

دست غیب کی تمنا

مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اوائل گرما میں محمد صالح نامی ایک عرب وارد شہر ہوئے۔ تو پر کنس صاحب ڈپٹی کمشنر نے جاسوسی کے شبہ میں ان کے بیانات قلمبند کیے۔ جن میں مرزا صاحب (جو ان دنوں منشی غلام احمد کہلاتے تھے) ترجمان مقرر ہوئے۔ (سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۱۳۶) حکیم مظہر حسن قریشی وارونہ آبکاری چھاؤنی سیالکوٹ نے کتاب "چودھویں صدی کا مسیح" میں اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عرب صاحب اور منشی صاحب کے دوستانہ تعلقات پر بھی روشنی ڈالی ہے چنانچہ حکیم صاحب موصوف رقم طراز ہیں۔ "یہ عرب سیالکوٹ میں مسافرانہ وارد ہوئے تھے۔ جب ان کے پاس لوگوں کی زیادہ آمد و رفت ہوئی تو پولیس نے انہیں ایک کریمنل ایکٹ کے ماتحت ضلع مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا۔ چونکہ یہ ہندی نہیں بول سکتے تھے' ڈپٹی کمشنر نے ان سے گفتگو کرنے کے لیے ترجمان لانے کا حکم دیا۔ تمام عملہ ضلع میں تلاش ہوئی لیکن منشی غلام احمد کے سوا کوئی عربی دان اہلکار نہ مل سکا۔ ان کی وساطت سے گفتگو ہوئی۔ اس دن سے منشی صاحب عرب صاحب کے دوست بن گئے اور بے تکلفی ہو گئی۔ ایک مرتبہ اثنائے گفتگو میں منشی صاحب نے عرب صاحب سے کہا کہ بندگی پابندگی ہے۔ اسی واسطے تو میں ملازمت کو پسند نہیں کرتا۔ ماتحتی بلائے جان ہے' چار پانچ برس ہو گئے' ہنوز روز اول ہے اور آئندہ ترقی کی بھی کوئی امید نہیں۔

عرب : ہم آپ کو ایک عمل بتلاتے ہیں۔ خدا نے چاہا تو تھوڑے دنوں کے ورد سے نوکری کی پروا نہیں رہے گی۔

منشی غلام احمد : درود و وظائف کا مجھ کو بچپن سے شوق ہے۔

عرب : استقلال چاہیے۔ بے صبری اور تلون مزاجی میں حسرت و یاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

منشی : کوئی دست غیب کا عمل بھی یاد ہے؟ مگر مجرب ہو۔ یوں تو کتابوں میں بہت لکھے ہوئے ہیں۔

عرب : یہ سب فضول باتیں ہیں۔ میں ان باتوں کا قائل نہیں ہوں۔

منشی : جفر کی کتابوں میں اس کے بہت سے عمل اور قاعدے لکھے ہیں۔

عرب : یہی دست غیب ہی ہے کہ کسی کام میں رجوعات اور فتوحات ہو جائے۔

منشی : تو پھر یہ کیا ہوا؟ تدبیر اور محنت سے تو ہر شخص روپیہ پیدا کر سکتا ہے۔

عرب : کوئی کام یا کارخانہ انسان جاری کرے۔ اگر اس میں فتوحات اور رجوعات ہو جائے تو وہی دست غیب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی کے واسطے دعائیں اور اوراد ہیں۔ ہاں اگر جفر کے قاعدہ سے ترکیب کے ساتھ کوئی عمل کیا جائے تو اس کا اثر جلد اور حسب مراد ہوتا ہے۔

منشی : نوکری ہی میں ترقی ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔

عرب : منشی جی! اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی فطرت میں ایک مادہ پیدا کیا ہوتا ہے۔ وہ اپنے فطری مادہ کے مطابق میلان رکھتا ہے۔ آپ کی فطرت میں یہ مادہ نہیں ہے کہ آپ نوکری کے ذریعہ سے دولت جمع کر سکیں۔ آپ ہمیشہ افسروں کے شاکی اور افسر آپ سے ناراض رہتے ہیں۔

منشی : میرا خیال ہے کہ قانون کا مطالعہ کر کے وکالت کا امتحان دوں۔ وکالت میں معقول آمدنی ہے۔ عزت ہے۔ آزادی ہے۔ ملازمت میں خوشامد اور فرمان برداری بری بلا ہے۔ اگر امتحان میں پاس ہو گیا تو بڑی کامیابی ہے۔

("چودھویں صدی کا مسیح" مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر' طبع ۱۳۲۲ھ' ص ۹)

احترام قرآن کا صحیح مرزائی جذبہ

مرزا غلام احمد صاحب کے منجھلے صاحبزادہ میاں بشیر احمد نے سیرۃ المہدی' جلد اول کے دو مقامات (ص ۲۳۹ و ۲۵۴) پر مولوی میر حسن صاحب سیالکوٹی کا ذکر کیا ہے۔ مولوی

صاحب مرحوم میرے کالج سیالکوٹ میں عربی، فارسی اور اردو کے پروفیسر اور علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے استاد تھے۔ یاد رہے کہ علامہ مرحوم دراصل سیالکوٹ کے باشندہ تھے۔ لیکن عرصہ دراز سے لاہور میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ سیرۃ المہدی جلد اول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی میر حسن صاحب مسیح قادیاں کے خاص سیالکوٹی احباب میں سے تھے۔ اسی بنا پر ایک مرتبہ بشیر احمد صاحب نے سیرۃ المہدی کی تالیف کے وقت ان سے اپنے باپ کے وہ حالات دریافت کیے جو مرزا صاحب کے قیام سیالکوٹ کے دوران میں ان کے علم و مشاہدہ میں آئے تھے۔ چنانچہ اس استدعا کے بموجب انہوں نے مرزا صاحب کے چشم دید حالات لکھ بھیجے۔ چونکہ مولوی صاحب خدانخواستہ مرزائی نہیں تھے، اس لیے قرینہ ہے کہ انہوں نے ہر قسم کے بھلے برے حالات بے کم و کاست لکھ بھیجے ہوں گے لیکن بشیر احمد صاحب نے ان میں سے صرف مفید مطلب چیزیں انتخاب کر لی ہوں گی۔ مثلاً مولوی میر حسن صاحب کا مندرجہ ذیل بیان جو ایک سیالکوٹی پروفیسر صاحب نے خاکسار راقم الحروف سے بیان کیا "سیرۃ المہدی" میں درج نہیں ہے اور نہ اس قسم کے واقعات کے اندراج کی کوئی توقع ہو سکتی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مولوی میر حسن مرحوم کے سامنے مسیح قادیاں کے سوانح حیات جو کسی مرزائی گم کردہ راہ نے ترتیب دیے ہوں گے پڑھے جا رہے تھے۔ ان میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے دل میں قرآن پاک کی بڑی عظمت تھی۔ یہ سن کر مولوی میر حسن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ "ہاں عظمت قرآن کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی تلاوت کا جو قرآن تھا، اس میں مرزا صاحب نے خاتمہ قرآن پر یعنی سورۃ ناس کے اختتام پر قوت باہ کا ایک نسخہ لکھ رکھا تھا"۔

مختاری کا امتحان

لالہ بھیم سین بٹالوی مرزا صاحب کے پرانے ہم سبق تھے۔ یہ دونوں بٹالہ میں مولوی گل علی شاہ شیعی کے پاس بہت دن تک اکٹھے پڑھتے رہے اور دونوں میں باہم انس و ارتباط ہو گیا۔ بڑے ہوئے تو بھیم سین نے قسمت آزمائی کے لیے سیالکوٹ کی راہ لی اور لوکل بورڈ میں اہلمد ہو گئے۔ جب مرزا صاحب نے ۱۸۶۴ء میں پنشن کی رقم غارت کرنے کے بعد روپوش ہونے کا قصد کیا تو بھیم سین کی موجودگی کا لحاظ کرتے ہوئے سیالکوٹ سے بہتر کوئی مامن نظر نہ آیا۔ چنانچہ سیالکوٹ پہنچے اور غالباً لالہ بھیم سین ہی کی کوشش سے کچہری میں نوکر ہو گئے۔ چند سال کے بعد دونوں کی صلاح ہوئی کہ مختاری کا امتحان دیں۔ بھیم سین کی تنخواہ ان دنوں تیس روپے ماہوار تھی۔ غرض دونوں تیاری کر کے امتحان میں شریک ہوئے۔ میاں بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ "مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ بھیم سین کے سوا سب فیل ہیں، اس لیے مرزا صاحب بھی فیل ہو گئے"۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول، ص ۴۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا الہامی خدا سیالکوٹ ہی میں ان کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ اور غالباً اس کا سب سے پہلا فیضان یہی الہام توست التیام تھا۔ حالانکہ بیچارے مرزا صاحب نے اس وقت تک کوئی دعویٰ ہی نہیں کیا تھا۔ خدائے ذوالجلال اپنی رحمت سے ہر مسلمان کو اس الہامی کرم فرما کی نظر التفات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک رہی۔ (ایضاً، ص ۴۳) یہ مدت صرف چار سال بنتی ہے اور اگر ابتدائی اور آخری دونوں سالوں کو شمار کر لیا جائے تو پانچ سال بنتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب جب ترک خدمت کے چھتیس سال بعد (۱۹۰۴ء میں) دوبارہ سیالکوٹ وارد ہوئے تو اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ میں سات سال تک اس شہر میں رہ چکا ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ، ص ۵۶) معلوم نہیں ہر دو بیانات میں سے صحیح کون سا ہے؟ لیکن دراصل ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ منشی صاحب کو سیالکوٹ جاتے ہی فوراً نوکری نہ ملی ہو بلکہ شروع شروع میں دو ڈھائی سال کی مدت جوتیاں چٹخانے اور ملازمت پیشہ لوگوں کے گھروں کا طواف کرنے میں گزری ہو اور آخر کہیں ۱۸۶۴ء میں حصول ملازمت کی سعادت و کامرانی سے بہرہ مند ہوئے ہوں۔ مسیح صاحب نے لکھا ہے کہ "والد کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا، اس لیے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا، میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ (کتاب البریہ، مؤلفہ مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴۳-۵۲)۔ میرے نزدیک مرزا صاحب کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ وہ سیالکوٹ کی نوکری کراہت طبع کے ساتھ کرتے رہے کیونکہ عملہ ضلع میں نہ کوئی ان سے خوش تھا اور نہ وہ کسی سے خوش تھے۔ اس لیے یہ نوکری ان کی طبیعت کے خلاف تھی۔ ہاں اگر مختاری کے امتحان میں کامرانی کی دیوی اپنے حسن دل آویز کی ایک جھلک دکھا جاتی تو پھر نہ والد صاحب کی خدمت میں حاضری کا کبھی دل میں خیال آتا اور نہ والد پر ہی فرزند گرامی کی مفارقت شاق ہوتی۔ اگر کامیاب ہو جاتے تو مختاری میں دو فائدے تھے، ایک تو موکلوں کی جیبیں خالی کرانے میں روحانی مسرت کے سامان، دوسرا آزادی و خود مختاری کی نعمت۔ لیکن واحسرتا کہ دل کی دل ہی میں رہی اور مرزا صاحب ان دونوں نعمتوں سے لذت اندوز نہ ہو سکے۔

باقی آئندہ

بقیہ: گوہر شاہی فتنہ

پڑھ کے کلام ہمارا شاید تو بھی ہوش میں آئے
یہ بھی ممکن ہے جو ہوش ہے اس سے بھی جائے

گوہر شاہی پیر ہے یا بیرونی ایجنٹ

عوام کے سنجیدہ طبقہ نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ پیر گوہر پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں مثلاً ہنود و یہود کا ایجنٹ ہے، یہ قوتیں اس کو پاکستان کے حساس علاقے سندھ میں استعمال کر رہی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے دشمن نے جب بھی ہمیں نقصان پہنچایا، وہ ان پیروں اور فقیروں کے روپ میں اپنے ایجنٹ بھیج کر پہنچایا۔ مسلمانوں کو دینی اور ملی محاذ پر نقصان پہنچانے کے لئے اس نے ہمیشہ اس آسان طریقے سے سب سے زیادہ کامیابی حاصل کی ہے، آج کل پیر گوہر بھی ملک میں جلسے کروا رہا ہے، نوجوانوں کو ڈسکو میوزک کا دلدادہ بنا کر اسلام سے دور کر رہا ہے اور اہل ایمان کے ایمان خراب کر رہا ہے۔ ذکر کے لبادے میں لوگوں کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہا ہے۔ اس کا ذریعہ معاش کیا ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں، لیکن اس کے باوجود انگلینڈ، آئرلینڈ، سنگاپور، ہانگ کانگ، عرب امارات، ابو ظہبی، سعودی عرب، فرانس، امریکہ، جرمنی، بنگلہ دیش، برطانیہ وغیرہ میں سیر و تفریح پر آتا جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیر گوہر کے بیرونی دوروں اور ملک بھر میں ہونے والے جلسوں کے کروڑوں روپیہ کے اخراجات کون برداشت کرتا ہے؟ پاکستانی تفتیشی ایجنسیوں کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے تفتیش کرنی چاہئے اور پتہ چلانا چاہئے، پیر گوہر کے ذریعہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے کون سے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تفتیشی ایجنسیوں کو سستی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ فوری ایکشن لے کر حقائق عوام کے سامنے لانے چاہئیں، کیونکہ یہ ملکی سلامتی، مسلمانوں کے جان اور ایمان کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔

مؤلف کے قلم سے
مرحلہ وار تعارف

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

ایک مختصر رسالہ سے ۱۱۶۴ صفحات کی ضخیم تالیف کیسے وجود میں آئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید سوم

یہ کتاب "قادیانی مذہب" سب سے اول رجب المرجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی اور کن حالات میں تالیف ہوئی' اس کی کیفیت تمہید اول میں موجود ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ایک سال کے اندر ہی ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ میں شائع ہو گیا۔ اس ایڈیشن میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا' تمہید دوم میں مختصر تشریح درج ہے۔ اس کی کیا خصوصیات تسلیم کی گئیں' ذیل میں چند تبصرے ملاحظہ ہوں:

"مولانا الیاس برنی ایم۔ اے' ایل۔ ایل بی (علیگ) مقیم حیدر آباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا "قادیانی مذہب" کے نام سے ایک مختصر رسالہ شائع کیا تھا۔ اس رسالہ کو مزید مضامین کے اضافہ کے ساتھ زیر بحث موضوع پر ایک مبسوط تالیف کی صورت میں شائع کیا ہے۔

مولانا الیاس برنی نے قادیانی مذہب کی تردید کے لیے بالکل اچھوتا' مدلل اور اثر انگیز طریق اختیار کیا ہے۔ انہوں نے قادیانی مذہب کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کر کے ان میں سے ضروری اور اہم تحریریں انتخاب کر لی ہیں اور ان کو نہایت عمدہ اور لطیف سلیقے اور پیرایہ کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا ہے کہ مطالعہ کے بعد قادیانی تحریک کے زیر و بم' مدوجزر اور حقیقت پر خودبخود پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔ خود مولف نے اپنی طرف سے بہت کم رائے زنی کی ہے۔ بلکہ قادیانی مذہب کے چہرے کو قادیانی تصانیف و تحریرات کے آئینہ میں دکھا دیا ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ ایک جدید تعلیم یافتہ اہل قلم کی اس تصنیف نے قادیانی حلقوں پر سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیاں بہت ہی شریفانہ اور استدلال فاضلانہ ہے۔ قادیانی مذہب کے عہد بہ عہد ارتقاء اور اس کی حقیقت کے متعلق یہ کتاب ایک بیش قیمت ذریعہ معلومات ہے اور ارباب ذوق اس سے مستفید ہو کر قادیانیوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شکست دے سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب ایک گورکھ دھندہ ہے' ایک مجموعہ تضاد اور ذخیرہ اضداد ہے اور اسی لیے من عند غیر اللہ ہے"۔

(اخبار مدینہ' بجنور' جلد ۲۳' نمبر ۸۲' مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مولفہ جناب الیاس برنی صاحب' پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن' تقطیع متوسط' ضخامت ۳۴۴ صفحے' کتابت بہتر' کاغذ عمدہ' مباحث قابل تعریف۔

قادیانی مذہب کے مزعومات کی تردید یوں تو بے شمار علماء و فضلاء نے کی لیکن واقعہ یہ ہے کہ خالص علمی رنگ میں پوری تحقیق اور تدقیق کے بعد کامل سنجیدگی اور متانت سے برنی صاحب نے جس طرح یہ کتاب لکھی ہے' ان ہی کا حق ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ... قادیانیوں کی تدلیس و تلبیس پوری بے نقاب ہو جاتی ہے۔ دیانت تحریر کا یہ عالم کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کی۔ دلچسپی کی یہ کیفیت کہ جب تک کتاب ختم نہ کر لیجئے' کتاب چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے۔ کتاب کیا ہے' قادیانی مذہب کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کے اباطیل کا دندان شکن جواب' قادیانیت کا مکمل مرقع۔ ایک ایسا آئینہ جس میں قادیانیوں کا ایک ایک خط و خال نمایاں۔

برنی صاحب اب تک ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے مشہور تھے لیکن کتاب لکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذاہب کے مطالعہ اور ان کی تحقیق و تدقیق میں بھی انہوں نے پورا وقت صرف کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے' خوب سوچ سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ کر کے۔

ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو قادیانیت سے کچھ بھی متاثر ہے' یا قادیانیوں کے راز درون پردہ سے واقف ہونا چاہتا ہے' ضرور اس کا مطالعہ کرے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کی قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے"۔

(اخبار خلافت' بمبئی' جلد ۱۳' نمبر ۲۲۲' مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مولفہ پروفیسر مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم۔ اے' ایل۔ ایل۔ بی تقطیع ۱۸ x ۲۲ / ۸ ضخامت ۳۵۰ صفحے' لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس۔

یہ کتاب بھی قادیانی مذہب کے اصلی چہرے پر سے نقاب اٹھانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد صاحب بانی مذہب کے ان احوال و اقوال کو جن سے مرزا صاحب کی نبوت کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی خاص تحریروں اور تقریروں سے اقتباس کر کے ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جن کے پڑھنے سے ہر ایک منصف مزاج اور سمجھ دار شخص اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا

مذہب کس حد تک حامل صداقت و قابل اتباع ہے۔
اس کتاب میں بھی خلاف تہذیب اور دل آزار کلمات کے استعمال نہ کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو تعلیم یافتہ مسلمان قادیانی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر قادیانیت کا دم بھرنے لگے ہیں' ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے ایسی ہی کتابوں کی ضرورت ہے"۔

(اخبار منادی' دہلی مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

بہرحال دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول رہا اور خوب موثر اور کارگر ت ہوا۔ کچھ عرصے سے جو قادیانی مذہب کے متعلق ملک میں عام بیداری پیدا ہو ن ہے اور قادیانی جماعت کے کارناموں سے پبلک واقف ہو رہی ہے تو اس کے ار قادیانی صاحبان کو بہت ناخوشگوار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی مذہب کی موجودہ ت کا جو درد انگیز نقشہ خود خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے بے تاب ہو کر ھینچا ہے' وہ تمہید دوم میں قابل ملاحظہ ہے۔ قادیانی جماعت کی اس وقت ملک میں حیثیت خود قادیانی صاحب کو نظر آتی ہے' وہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

"میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اور ان احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے۔ میں نے خالی بالطبع ہو کر اس امر پہ غور کیا ہے کہ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آئی۔ ہم نے ہر ایک کی خدمت کی ہے اور خدمت کرنے کے لیے اپنی عزت کی قربانی کی' ماریں کھائیں' گالیاں کھائیں' احراری اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلافات کو برداشت کر سکتے ہیں (حالانکہ وہ اختلافات ناقابل برداشت ہیں) مگر ان کی حکومت سے وفاداری کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم نے حکومت کی خاطر اس قدر تکالیف اٹھائیں مگر اس سے کیا لیا...... ہمیں نہ تو ملک کی خدمت سے کچھ ملا اور نہ حکومت کی خدمت سے۔ سوائے اس کے کہ گالیاں کھائیں' ماریں کھائیں۔

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لیے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا' صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لیے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لیے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلا ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا ہے......

دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت اختیار کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے' جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے تم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہو اور جب یہ واقعات کسی عقل مند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا رویہ صحیح نہیں۔

ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کیے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کر دیے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا' کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے' مگر ابن آدم کے لیے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' ص ۱۲ مندرجہ اخبار "الفضل" ج ۲۲' نمبر ۵۳' یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

اس سلسلے میں ایک اور امر بھی عبرت آموز ہے۔ وہ یہ کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" شائع ہونے کے بعد ہی قادیانی صاحبان نے بڑے شد و مد اور بڑی بلند آہنگی سے ہم پر سیاسی الزام لگانے کی کوشش کی تھی کہ کس طرح زک دیں اور نقصان پہنچائیں لیکن "چاہ کن را چاہ درپیش" چاہتے تھے حکومت کو ہم سے بدظن کریں اور خود حکومت کی شکایتوں کا طومار باندھ رہے ہیں۔ ربیع الاول شریف ۵۲ھ سے ہم پر قادیانی التفات شروع ہوا اور خدا کی قدرت کہ ٹھیک ڈیڑھ سال بعد ماہ شعبان ۵۳ھ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اعلان فرماتے ہیں کہ اس ڈیڑھ سال سے ان پر کیا گزری ہے۔

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اگر کہیں یہ صورت قادیانی صاحبان کے موافق ہوتی تو جناب مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کی بڑی دلیل قرار پاتی لیکن "کردن خویش' آمدن پیش" کا اچھا سبق ملا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"میں نے یہ تفصیل اس لیے بتائی ہے کہ شاید بعض لوگوں کے دل میں خیال گزرتا ہو کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے اسے جانے دینا چاہیے مگر حقیقت یہ ہے کہ ڈیڑھ سال سے یہ واقعات متواتر ہو رہے ہیں اور میں نے اوپر صرف چند مثالیں بیان کی ہیں ورنہ اور بہت سے واقعات اوپر کے نتائج کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ ایک لمبا سلسلہ ہے جو جماعت پر مصائب اور مشکلات کے رنگ میں گزر رہا ہے"۔

(اخبار "الفضل" قادیان' ج ۲۲' نمبر ۵۸' ص ۱۸' مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

یہ تو خارجی احوال و آثار ہیں۔ اندرونی طور پر بھی جماعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور نہ رہ سکتی تھی۔ اگرچہ پردہ داری کی پوری کوشش کی جاتی ہے پھر بھی اصل کیفیت گاہے گاہے بے ساختہ زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"گزشتہ سال چندوں میں اسی ہزار کی کمی تھی اور اس سال بھی بار بجائے کم ہونے کے بڑھ رہا ہے۔ پس جب کہ جماعت کے بعض افراد ماہواری چندہ بھی نہیں ادا کرتے اور اس معمولی قربانی کے کرنے کے لیے بھی تیار نہیں تو میں کس طرح سمجھ لوں کہ وہ بڑی قربانی پر آمادہ ہیں"۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" ج ۲۲' نمبر ۶۱' ص ۶' مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

غرض کہ جماعت قادیان جو قادیانیوں کی مستند اور بڑی جماعت ہے' مسلمانوں

ں عام بیداری سے پریشان نظر آتی ہے۔ رہی دوسری جماعت لاہور' اگرچہ قادیانیوں میں اس کا اعتبار کم ہے' پھر بھی یہ انہیں کی ایک چھوٹی جماعت ہے۔ اس نے قادیانی تعلیم میں مصلحت آمیز ترمیم کر کے مسلمانوں کو ملتفت کرنے کی راہ نکالی اور ا... میں کچھ کامیابی بھی ہوئی لیکن اصل حالات منکشف ہونے پر مسلمان چونک پڑے ... لا محالہ اس جماعت کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ چنانچہ جماعت قادیان کا مشہور اخبار "الفضل" اس معاملہ میں رقم طراز ہے:

"مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین (یعنی امیر قادیانی جماعت لاہور) جب اپنے کارنامے گنانے شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زور کے ساتھ ووکنگ مشن کا ذکر کرتے ہیں..... مگر اب ووکنگ مشن والوں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے کہ ان کا اور ان کے مشن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بقول زمیندار (مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء) اپنے رسالہ اسلامک ریویو کی مارچ کی اشاعت میں صفحہ اول پر "کچھ اپنے متعلق" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:

"ارکان ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ووکنگ (انگلینڈ) نہ قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں نہ احمدی تحریک سے متعلق ہیں۔ ہم آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو کوئی شخص حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے' وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہم فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں...... ہم غیر مبائعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب ووکنگ مشن والے کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ احمدیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر ان کو احمدی قرار دینا صریح دھوکا دہی اور فریب کاری نہیں ہے تو اور کیا ہے"۔

(قادیانی جماعت کا اخبار "الفضل" جلد ۲۲' نمبر ۱۲' ص ۱' مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی سلسلے میں اخبار "الفضل" نے لاہوری جماعت کو طعن دیا ہے کہ:

"خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقاء کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیان خلافت (یعنی لاہوری جماعت) کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے"۔

(اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور۔ فی الجملہ قادیانی صاحبان متزلزل اور متفکر ہیں۔

رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دو سال کے اندر ہی اندر کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن ماہ محرم ۵۳ھ میں تیار ہو گیا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ پانچ فصلوں کے تقریباً پچاس عنوانات درج تھے۔ چھوٹی تقطیع' حجم تقریباً سو صفحے۔

دوسرا ایڈیشن البتہ ایک مستقل کتاب بن گیا ہے۔ گیارہ فصلیں جن کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات' متوسط تقطیع' حجم تقریباً ۲۵۰ صفحے۔ موجودہ تیسرے ایڈیشن میں جس قدر اضافہ ہوا' وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہیں۔ بالفاظ دیگر ڈیڑھ سو جدید عنوانات شریک ہوئے اور ان سب کے ساتھ بطور امتیاز علامت (ج) درج ہے۔ اس کے سوا تقریباً چالیس سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ان کے سامنے بھی بطور امتیاز علامت (م) مرقوم ہے۔ خلاصہ یہ کہ تخمیناً سترفی صدی مضامین تیسرے ایڈیشن میں اضافہ ہوئے۔

جن کتابوں سے اقتباسات لیے گئے' ان کی مکمل فہرست آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ یہ تالیف تمام تر قادیانی اکابر اور بالخصوص خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں پر مبنی ہے۔ مختصر یہ کہ کل ایک سو بیس کتب و رسائل و اخبارات کے جن سے اقتباسات لیے گئے ہیں' ایک سو پانچ خود قادیانی صاحبان کی تصنیف و تالیف و تحریر ہیں اور ان میں بھی نصف یعنی پچاس سے زیادہ خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابیں شامل ہیں۔ اس طرح صرف پندرہ کتابیں اور رسالے مسلمانوں کے شریک ہیں اور ان میں بھی پانچ فن طب سے متعلق ہیں۔ الحاصل یہ کتاب "قادیانی مذہب" کو خود بانی مذہب اور اکابر مذہب کی زبان سے بیان کرتی ہے اور یہی طریق اسلم ہے۔ اس کے سوا تین رسالے "قادیانی جماعت" "قادیانی حساب" اور "قادیانی کتاب" جو بطور جواب کے لکھے گئے' اس ایڈیشن کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

بیت السلام' حیدر آباد دکن
ماہ محرم الحرام ۵۳ھ

معروضہ
خادم محمد الیاس برنی

باقی آئندہ

عبدالخالق تگل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف ۹۱ ۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۷۳۰۷

آخری قسط

انجمن سرفروشانِ اسلام کے

نام سے ذکری مذہب کے مشابہ نیا

گوہر شاہی فتنہ اور اس کے اثرات

پیر گوہر کی گستاخیاں

پیر گوہر نے خالق کائنات اور رسول اللہ سے لے کر اولیاء اللہ تک کسی کو معاف نہیں کیا۔ ایسی گستاخیاں کی ہیں کہ پڑھتے ہی آدمی کانپ جاتا ہے' چند ایک نمونے دیے جا رہے ہیں' "انجمن سرفروشان اسلام کے ترجمان صدائے سرفروش نے تریاق قلب میں اللہ تعالیٰ کو استغفر اللہ مجبور ہونے والا' بے قابو ہونے والا ثابت کیا ہے۔ جو اللہ کی صفات کے منافی ہے' اللہ کسی بات سے مجبور نہیں ہو سکتا' یہ اللہ کی قدرت اور شان کے خلاف ہے اور ایسا کہنے والا گستاخ ہے۔

پیر محی الدین کی روح نبی مکرم ﷺ کو کندھے پر اٹھا کر منزل تک لے گئی

براق و جبرائیل و رفرف جہاں جلنا شروع ہوئے' لیکن آپ ﷺ بڑھتے ہی گئے۔ جب ہر سواری جواب دے گئی تو جناب حضرت پیران پیر شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک آپ ﷺ کو اپنے کندھے پر بٹھا کر منزل تک لے گئی۔

آدم علیہ السلام کی گستاخی

آدم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں پھینکے گئے۔ ایک دن عرش و کرسی کا کشف ہوا جس پر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ کشف کا مطلب تھا کہ آدم علیہ السلام کو وسیلہ بنائیں' تاکہ نفس کی اصلاح اور معافی ہو۔ آپ نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہے؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں ہوں گے' نفس نے اکسایا' میری اولاد سے ہو کر مجھ سے بڑھ جائیں گے' یہ بے انصافی ہے' اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی"

(کتاب روشناس ص ۹' مینارہ نور ص ۱۱)

اللہ کے معصوم پیغمبر آدم علیہ السلام کے لئے "نفس کی شرارت پھینکے گئے" "یہ بے انصافی ہے اور دوبارہ سزا دی گئی" ایسے الفاظ شان نبوی اور شان عصمت کے شایان شان ہیں اور پھر اس حکایت میں خود آدم علیہ السلام کو نبی اکرم سے حسد کرنے والے ثابت کیا گیا ہے۔ استغفر اللہ

پیر نبی سے افضل ہے

نبی دیدار الٰہی کو ترستے آئے اور یہ (اولیاء امت محمدی) دیدار میں رہتے ہیں۔ ولی نبی کا نعم البدل ہے (مینارہ نور ۳۹) اس طرح ولی کو نبی پر فوقیت دے کر ولی کو نبی ﷺ کا نعم البدل قرار دیا ہے' حالانکہ ولی صحابی اور تابعی و تبع تابعی کے درجے تک بھی نہیں پہنچ سکتا' چہ جائیکہ ولی کو نبی پر فوقیت ہو اور ولی نبی کا نعم البدل ہو اور اس سے بہتر ہو اور پھر یہ ننگے پیر اور اپنے ہوش و حواس سے بے خبر بھنگی تو انسانیت کے زمرے میں بھی نہیں آتے چہ جائیکہ نبی سے افضل ہوں۔

خضر علیہ السلام کی شان میں گستاخی

خضر علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ

"ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے' جیسا کہ خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا۔ ولایت بدعت سے مبرا نہیں" ۔۔۔(روحانی سفر ص ۳۹ و ۵۲)

سیدہ فاطمہ نے پیر گوہر کو سیب بھیجے

یہ پیر گوہر نے اپنی کتاب روحانی سفر ص ۱۹' ۲۰ پر لکھا ہے کہ اس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی طور پر پھل بھیجے اور کہا کہ آج ہم نے تم کو یاد کیا ہے۔ نعوذ باللہ کہاں یہ پیر گوہر اور کہاں سیدہ طاہرہ مطہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔۔۔ ملاحظہ ہو

"چلہ گاہ میں بیٹھا حسب معمول فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص آ کر قریب ہی بیٹھ گیا اس کے ہاتھ میں کٹے ہوئے سیبوں کی پلیٹ تھی' میں نے پلیٹ پہچان لی' یہ وہی پلیٹ تھی جس میں سیب کاٹ کر راولپنڈی میں فاتحہ دیا کرتا تھا' اس نے پلیٹ میرے ہاتھوں میں دی اور کہا کہ یہ سیب فاطمۃ الزہرہ نے بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تم حالت خوشی میں ہم کو یاد کیا کرتے تھے اور آج حالت تنگی میں ہم نے تم کو یاد کیا ہے۔ میں نے وہ سیب کھا لئے"

گوہر شاہی شریعت

ایک شریعت تو وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **الیوم اکملت لکم دینکم** ۔۔۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جس کے متعلق قرآن نے کہا **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی** ۔۔۔ اور نبی اکرم نے خود بھی فرمایا کہ **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتہ رسولہ** لیکن پیر گوہر اس شریعت کو (باطنی علم قرار دیتا ہے) اور اس کو نہیں مانتا بلکہ اس کی اپنی ایک علیحدہ شریعت ہے جس کے چند نمونے قارئین پڑھ کر اندازہ لگائیں۔

مردوں سے مدد لینے کا گوہر شاہی فرمان

اہل قبور اولیاء اللہ سے رابطہ یا امداد کے لئے طریقہ یہ ہے کہ نصف شب کے بعد روحانی (یعنی بڑے پیر) کی قبر پر جائے' پہلے درود شریف الحمد شریف پھر درود شریف پھر سورۃ اخلاص پڑھ کر روحانی کو بخشے اور پھر چاروں کونوں پر باری باری اذان دے' پھر قبر سے مخاطب ہو کر یہ کہے **یا عبداللہ باذن اللہ امداد کن فی سبیل اللہ** اس کے بعد سرہانے کی طرف بیٹھ کر گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھے ۔۔۔(مینارہ نور ص ۵۳)

اسی طرح عمل تکسیر سے روحانیوں سے رشتہ جڑ جاتا ہے اور وہ اس کے ہر کام میں مدد کرتے ہیں' یہ عمل آسان قسم کا ہے' اس کے بعد عمل تکسیر حضوری ہے جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ کے لئے ہے۔

گوہر شاہی کا محلات کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنا

پیر گوہر شاہی کی جہالت کا ایک انوکھا انداز ملاحظہ ہو۔ روشناس کے صفحہ ۳۵ پر لکھتا ہے ۔۔۔

"بہشت والے حور و قصور سے مجامعت کر سکیں گے" علم کے اندھے کو یہ نہیں پتہ کہ قصور قصر کی جمع ہے جس کے معنی محلات ہیں اور حقوق زوجیت بیوی کے ادا کئے جاتے ہیں نہ کہ محلات کے۔

بھنگی چرسی مذہب

پیر گوہر کہتا ہے ایک دفعہ مجھے شاہ نورانی جانے کا اتفاق ہوا۔ لاہوت کی پہاڑیوں میں ایک غار ہے جہاں پتھر کی اونٹنی کے نشان بنے ہوئے ہیں کے ارد گرد میلوں تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ بڑی بڑی خوفناک پہاڑیاں ہیں جہاں شیر اور چیتے گھومتے دیکھے گئے ہیں ایک جواں سال شخص غار کے پاس تنہائی میں رہتا ہے۔ اس نے غار کا راستہ دکھایا اور مغرب کا کھانا بھی کھلایا یعنی تقریباً ڈیڑھ انچ موٹی روٹی کے ٹکڑے پیش کئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی تارک دنیا ہے۔

اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی -----رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی۔

"یہ شخص ان ہزاروں عابدوں زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل' حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔

یہ شخص جس سے تو نے نفرت کی اللہ کے دوستوں میں سے ہے' عشق اس کا شعار ہے اور یہ نشہ اس کی عادت ہے (روحانی سفر ص ۹۵'۴۶)

ایک جگہ پیر گوہر لکھتا ہے کہ جو نشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے وہ مباح بلکہ جائز۔ یہ بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے ایسے ہی ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا ہے (روحانی سفر ص ۴۴'۴۳)

دوسری جگہ لکھتا ہے 'چرس پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں اور سب اللہ ہی یاد رہتا ہے (ص ۴۲ روحانی سفر) اسی طرح بھنگ' چرس اور نشہ آور اشیاء کے استعمال کی تبلیغ کتنی ہی جگہ پر اپنی کتب میں کی ہے 'عجیب پیر ہے کہ نماز' روزہ' حج' زکوۃ کو ظاہری عبادت کہہ کر رد کر دیتا ہے' بلکہ ان کو اللہ کی محبت اور حقیقت سے دوری کا سبب ثابت کرتا ہے' جبکہ نشہ کو اللہ کی قربت کا سبب بتاتا ہے۔

فرشتوں کو قبر میں خوب ستانا۔
پیر گوہر کی مریدوں کو ہدایت

پیر گوہر اپنے بتاتے ہوئے خود ساختہ ذکر پر فخر کرتے ہوئے مریدوں کو ہدایت کرتا ہے کہ تم قبر میں فرشتوں کو ستانا اور ان کے سوالوں کا جواب نہ دینا۔ آیئے ان کی زبانی سنئے کہتا ہے کہ

تم بے خوف ہو کر بڑی شان و شوکت سے قبر میں چلے جانا 'فرشتے جب پوچھیں بتا تیرا رب کون ہے؟ خاموش ہو جانا' ان کو (خوب ستانا وہ بار بار پوچھیں گے (تم) جواب نہ دینا۔ آخر کہیں گے تو گونگا تو نہیں (ہمارا تو نہیں) جو جواب نہیں دے رہا پھر تم کفن کو پیچھے ہٹانا (تمہارے دل پر) اللہ لکھا ہو گا' ان کو جرات نہ پڑے گی کہ تم سے کوئی دوسرا سوال پوچھیں سلام کہیں گے اور کہیں گے کہ ہم جا رہے ہیں 'تو جانے اور تیرا رب جانے (کیمین گنبد خضراء کانفرنس)

شائد اسی بناء پر تمام مرید فرشتوں کو ستانے کا پروگرام رکھتے ہیں اور بڑی محبت اور خوشی سے اس پروگرام کا آپس میں ذکر کرتے ہیں اسی طرح کا ایک اور واقعہ سن لیں اور اس کا گندہ عقیدہ جان لیں جس میں اسے منکر نکیر بھی گرفتار کروانے ہیں سنیں۔

منکر نکیر گرفتار......تمام فرشتوں کو معافی مانگ کر اپنے ساتھی فرشتے کو رہائی دلانا پڑی

کتاب اعجاز غوثیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قبر میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے پاس منکر نکیر آئے۔ تو آپ نے ان دونوں کے ہاتھ مضبوط پکڑ لئے اور کہا میرا ایک سوال کہ تم نے خدا کے حضور یہ کیوں کہا **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** فرشتوں نے کہا اے رب تو اس کو نائب بنانا چاہتا ہے جو زمین میں خرابیاں کرے گا اور کشت و خون کرے گا) تم سے ہے۔ جب تم اس کا جواب دو گے تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا' جب تک تم جواب نہ دو گے تب تک میں نہیں چھوڑوں گا' یہ سن کر منکر نکیر کے چھکے چھوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک چھوڑتا ہوں کہ وہ جا کر فرشتوں کے گروہ سے پوچھ کر آئے 'خدا نے ما... معاف کراؤ ورنہ رہائی نہ ہوگی' الغرض تمام فرشتے حاضر ہو کر اپنی تقصیر کے عذر خواہ ہوئے --- (تحفۃ المجالس ص ۸ گوہر شاہی)

پیر ریاض بندہ ہے یا خدا؟
پیر ریاض کی منظوم عقیدت کی تباہ کاریاں
چند نمونے

آؤ دیوانو مل کر کریں مرشد کی قصیدہ خوانی مرید پیر گوہر کو کیا سمجھتے ہیں' اس کی تعظیم اور تعریف کس انداز میں کرتے ہیں؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے انجمن سرفروشان اسلام کی طرف سے باقاعدہ جاری کردہ آڈیو کیسٹوں سے چند نمونے پیش کر رہے ہیں جسے پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرید پیر کی بیعت کے بعد اللہ رسول ﷺ تک کی ضرورت محسوس نہیں کرتے پیر گوہر کے جلسوں پر جہاں دوسرا لٹریچر خریدنے پر زور دیا جاتا ہے وہاں ہی پیر گوہر کی شان میں پڑھے گئے اشعار پر مبنی مناقب کی کیسٹوں کے خریدنے کی خاص تلقین کی جاتی ہے اور ان کے ذریعے عوام کے ذہنوں میں پیر کے متعلق کیا عقیدہ ٹھونسا جاتا ہے اس کے لئے سب سے پہلے انجمن کی طرف سے جاری نعتوں کی کتاب "عقیدت کے پھول کا صفحہ ۱۳۹ دیکھتے ہیں جس میں تبلیغ کی گئی ہے کہ اللہ' محمد' غوث اور گوہر شاہی ایک ہی درجہ کے حامل ہیں جس کو چاہو پکارو لفظ لکھا ہے

تم یا اللہ کہو چاہے کہو یا محمد
یا غوث الاعظم کہو یا کہو گوہر شاہی

اب ایک اور نمونہ بھی ملاحظہ ہو جس میں پیر گوہر کے مریدوں کو جو تعلیم دی گئی ہے اس کے مطابق وہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا بے شک ہم کو کافر کہے' لیکن ہم تو گوہر شاہی کی پوجا کریں گے' جبکہ پوجا یا عبادت کی حقدار صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے' اب ان کی زبان سے ہی سنیں کہہ رہے ہیں۔

یا مرشد حق ریاض احمد گوہر شاہی
کوئی کافر مجھے سمجھے یا مسلمان سمجھے
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں
اپنے من میں بٹھا کر تجھے یا گوہر
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں

سازوں کے ساتھ گائے گئے اس گیت میں پوجا والے فقرے بار بار آتے ہیں۔

اس سے قبل بریلوی حضرات مدد کے لئے عبد القادر جیلانی اور نبی کریم ﷺ کے متعلق شرکیہ عقائد رکھتے تھے کہ اللہ کے علاوہ وہ بھی مشکلیں' مصیبتیں حل کرتے ہیں' لیکن اب وہ یہی عقائد پیر گوہر سے منسوب کر بیٹھے ہیں' بلکہ کہتے ہیں کہ مرتے وقت ہمارے کفن پر پیر گوہر کا نام لکھ دیا جائے اور ان کا دیدار ہو جائے سنئے

یا غنی سلطان ریاض گوہر شاہی...
جب بھی دل مایوس ہوا اور بلا نے گھیرا
مشکل خواہ حلقہ باندھ کے آئے غم نے لگایا ڈیرا
چھٹ گئے بادل رنج والم کے جب دل سے صدا آئی
یا غنی سلطان ریاض گوہر شاہی یا غنی.....

مرید سنئے جھوم جھوم کر اور لٹک لٹک کر شرک کی دلدل میں پھنستے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ مرے بھی گوہر

سرکار زندہ کردیتے ہیں۔

بات بگڑی ہوئی سرکار بنادیتے ہیں
ہر مصیبت سے ہمیں پار لگادیتے ہیں
میں تو ادنیٰ سا ہوں خادم در گوہر کا
میں نے دیکھا ہے جدھر مردہ جلادیتے ہیں

دیکھئے محترم قارئین گوہر پیر جب مصیبتوں میں پار لگادیتے ہیں بگڑی بناتے ہیں اور مرید مردے بھی زندہ کردیتے ہیں اگر یہ سب کام پیر ہی کرلیتا ہے تو پھر مریدوں کو خدا کی ضرورت تو نہ رہی کیونکہ ان کا ہر کام تو پیر گوہر کردیتا ہے جو کہ سراسر شرک ہے جس کو اللہ نے کبھی بھی معاف نہیں کرنا مزید سنئے

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ۔۔۔

یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ

اے لوگو تم سب کے سب صرف اللہ کے در کے فقیر ہو۔۔۔

لیکن گوہر شاہی کے مرید کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو صرف گوہر شاہی کے در کے فقیر ہیں ہم جو بھی مانگیں گے اسی در سے مانگیں گے سنئے۔

ہم منگتے ہیں مانگیں گے گدائی در گوہر شاہی
دین و دنیا کی ملی ہے بھلائی در گوہر شاہی سے
سب میرے اعمال تھے کالے اور دل پہ پڑے تھے جالے
ملی ہم کو کہاں سے صفائی صفائی در گوہر شاہی سے

اللہ تعالیٰ خود اپنے آپ کو قرآن حکیم میں رب العالمین تمام جہانوں کی مخلوقات کو پالنے والا قرار دیتا ہے لیکن پیر گوہر کے مرید کہتے ہیں کہ ہم تو پیر گوہر کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں وہی ہمیں پالنے والا ہے۔۔۔ ملاحظہ ہو

تو ولیوں میں لجپال ولی تو سخیوں میں بے مثال سخی
خیرات پہ تیری پلتے ہیں اور گن بھی تیرے گاتے ہیں

یہی بس نہیں پیر گوہر نے اپنے مریدوں کی تربیت اس نہج پر کی ہے کہ اب مرتے وقت ان کو یہ پرواہ نہیں کہ ان کو کلمہ پڑھنا نصیب ہو یا خاتمہ بالایمان ہو بلکہ وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

اللہ ہو' محمد ہو دم نکلے تو سامنے تو ہو
پھر سمجھیں گے عید منائی منائی در گوہر شاہی سے

پچھلے سال کشمی چوک والے جلسہ میں اسٹیج سیکرٹری نے واشگاف الفاظ میں پیر گوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ۔۔۔

"انہی لوگوں کو دیکھنا عبادت ہے اور انہی ہستیوں سے عقیدت باعث رحمت ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے دم قدم سے زمین سبزہ اگاتی ہے' آسمان سے پانی برستا ہے جس سے نظر پھیر لیں اس پر قہر خداوندی ٹوٹ پڑتا ہے۔

شائد اسی لئے بریلوی حضرات جو اس سے قبل مدینہ کی گلیوں پر لوٹ پوٹ ہوتے تھے' انہیں کے گن گاتے تھے اور مدینہ کی گلیوں سے ہی عہد و پیمان باندھ رکھا تھا۔ اب منحرف ہو کر گوہر شاہی کی گلیوں سے عہد وفا باندھ چکے ہیں اسی لئے تو شائد اپنی زندگی کی آخری خواہش بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہم کوزی والے آقا کی گلیوں میں مرجائیں گے
گوہر شاہی گوہر شاہی کہتے کہتے مرجائیں گے
تعظیم کرو یا ٹھکراؤ سودائی کہو یا شیدائی
ہم اپنے کفن کے چاروں طرف گوہر گوہر لکھوائیں گے

یہ اشعار جو ہم پیش کررہے ہیں' یہ ان گیتوں اور نغموں کا حصہ ہیں جو ہروقت پیر گوہر کے مریدوں کی زبان پر جاری رہتے ہیں' وہ ان کو گنگناتے رہتے ہیں اور ان گیتوں کی کیسٹیں انہوں نے گھر میں رکھی ہوئی ہیں اور ان ڈسکو گیتوں اور ترانوں جو کہ مکمل ساز کے ساتھ ہیں لگا کر سننا ثواب سمجھتے ہیں۔ قارئین حوالہ کے لئے مناسب مناقب گوہر شاہی گلدستہ اور پیر گوہر کی دوسری جاری کردہ کیسٹ سن سکتے ہیں۔

پیر گوہر کے مخالف ابو جہل کے ساتھی ہیں

جب پیر گوہر کی ان اسلام دشمن سرگرمیوں اور لن ترانیوں کو دیکھتے ہوئے کچھ علماء نے اس کی پکڑ کی تو پیر گوہر کو بہت غصہ آیا اس نے اپنے مریدوں کو ان کا جواب دینے کی ہدایت کی۔ جنہوں نے حق بات کو تسلیم کرنے کی بجائے موچی دروازہ میں مخالف علماء کو للکارتے ہوئے کہا

اب جو کوئی (پیر گوہر کے خلاف) بولا اس کی زبان نکال کر کتوں کے آگے ڈال دی جائے گی۔

پھر روزنامہ قندیل میں نصراللہ شیخ کے حوالہ سے کہا گیا کہ۔۔۔

حضرت ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی کے خلاف فتویٰ دینے والے ابو جہل کے ساتھی ہیں (۔ روزنامہ قندیل ۱۳ اپریل ۹۶ء) حقیقت یہ ہے کہ جہاں بعض لوگ اس پیر کی خرافات اور گمراہ کن تبلیغ اور نئے مذہب کی وجہ سے مخالفت کررہے ہیں وہاں بریلوی حضرات کے سرکردہ علماء اور شخصیات اس نئے مرزا قادیانی کی سرپرستی بھی کررہے ہیں' ہندوستان کی احمد رضا خاں پارٹی نے بھی اس کی حمایت اور تعریف کردی ہے' جس کی نقل آپ دیکھ سکتے ہیں۔

پیر گوہر کا الہامی کلام

اب ہم آپ کو اس کلام کے چند نمونے بغیر تبصرے کے دکھاتے چلیں جس کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ پیر گوہر کا الہامی کلام ہے کیونکہ ان کو اللہ کی طرف سے وحی کی طرح الہام ہوتا ہے یہ سارا کلام ایک ضخیم کتاب کی صورت میں مرتب ہے' جس کا نام اس فرقہ گوہریہ نے تریاق قلب رکھا ہے' اب چند نمونے پڑھیں اور ایسے الہام پہ جو چاہیں بھیجیں۔

- غاروں میں کھیلتے رہے اب خوف قبر کیا
  عشق میں عقل ہی نہ رہا پھر حساب حشر کیا
- نماز روزوں سے ملتا نہیں یہ ہرگز خام خیالوں کو
- کرکے یاد حدیث فقہ ملا بے تقدیر بن گئے تو کیا
- رکھ کے داڑھی عیب چھپایا تو کیا مزہ
  رگڑ رگڑ کر ماتھا' ملا کھلایا تو کیا مزہ
- معافی ہے شریعت کی اس وقت جب دیدار اللہ ہوجائے

ہوتا ہے وہی دنیا میں نائب اللہ کا چاہے شاہ گدا کردے
جہاں بھی چاہے بلالے ملائکوں کو چاہے جس کو تباہ کردے

- انسان افضل کتنا ارذل گر کوئی حقیر نہ ہوتا
  ہو تا گر مقابلہ کتے سے تیرا ہر کتا فقیر ہوتا

پیر گوہر اللہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔

مان نہ احسان تو' ہم نے تو احسان چڑھادیا
کہ جھکا ہوا تھا کہ سر تیرے محبوب کا جو بلند کرادیا
ابدال اوتاد اخیار زنجباء و نقبا بھی ہیں
ان کے ہاتھوں میں ہے اس دنیا کا اجرائے فرمان
باقی یعنی یہی لوگ دنیا میں ہونے والے تمام امور کے فرمان جاری
کرتے ہیں پھر وہ کام ہوتا ہے ورنہ نہیں
جبکہ دنیا میں ہونے والے ہر کام کا حکم خود اللہ تعالیٰ دیتے ہیں

جی ہاں یہ وہ نمونے کے اشعار ہیں جن کے بارے میں دعوی ہے کہ یہ الہامی کلام ہے' یہ الہام ہے یا کسی مخبوط الحواس آدمی کی ہفوات' اس کا اندازہ لگانے کے لئے بھی ہم آخر میں پیر گوہر کا ایک شعر درج کرتے ہیں یاد رہے یہ شعر بھی الہامی ہے' کہتے ہیں ۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ربوہ سے تل ابیب تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

صیہونیت اور قادیانیت عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہیں، مشرق وسطیٰ میں "اسرائیل" کی ستم رانیوں سے جبین تاریخ عرق آلود ہے، ادھر پاکستان میں قادیانی خلافت کے پایہ تخت "ربوہ" کی لن ترانیاں عالم اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ یہ دونوں سفید سامراج کی پیداوار اور اس کے آلہ کار ہیں، دونوں کے درمیان اتحاد و تعاون اور یک جہتی و ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے ارباب اقتدار نے ابھی تک سنجیدگی سے اس سنگین مسئلہ کا نوٹس ہی نہیں لیا۔

ناچیز مولف کو یہ خوش فہمی نہیں کہ وہ ان سطور کے ذریعہ آپ کے معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہے، خواہش بس یہ ہے کہ کسی بندہ خدا کے دل میں احساس کی چنگاری روشن ہو جائے اور وہ عالم اسلام کو ان خطرات سے بچانے کے لئے کمر ہمت باندھ لے تو یہ صرف مولف کی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی سعادت ہوگی۔

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمی آید سواراں راچہ شد

ناکارہ محمد یوسف لدھیانوی، خادم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

صیہونیت اور قادیانیت وجوہ مماثلت

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

"(قادیانیت) اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ (۱) اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں ...... (۲) اس کا نبی کے متعلق نجومی تخیل ...... (۳) اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔" (حرف اقبال ص۱۲۲)

اقبال مرحوم نے قادیانیت اور یہودیت کے تین بنیادی وجوہ مماثلت کی طرف اشارہ کیا ہے ان پر اگر مزید غور کیا جائے تو قادیانی تحریک اور صیہونی تحریک کے درمیان یک رنگی کا میدان خاصا وسیع نظر آتا ہے، مثلاً:

۱۔ قادیانی تحریک کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نسباً اسرائیلی ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ) درحقیقت اس امر کا برملا اظہار ہے کہ قادیانیت، صیہونیت ہی کی ایک ذیلی شاخ ہے۔

۲۔ یہودیت کی بنیاد انکار عیسیٰ (علیہ السلام) پر قائم کی گئی ہے۔ اور قادیانیت بھی اس مسئلہ میں اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی۔ اہل نظر واقف ہیں کہ قادیانی تحریک کے بانی کا دعویٰ ہی انکار عیسیٰ علیہ السلام پر مبنی ہے۔

۳۔ یہودیت بڑی بلند آہنگی سے دعویٰ کرتی ہے کہ "اس نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا۔" اور قادیانی تحریک کے بانی کو بھی اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے کہ "میرا وجود ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے ہے۔" (ملفوظات صفحہ ۲۰ جلد دہم)

۴۔ یہودیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کو صحیح النسب نہیں سمجھتی، اسی نوعیت کے خیالات کا اظہار قادیانیت کے بانی نے بھی کیا ہے۔ (انجام آتھم وغیرہ)

۵۔ یہودی عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح صلیب پر مرے تھے، قادیانیت قصہ صلیب کشی کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے صرف اتنی ترمیم کرتی ہے کہ وہ مرے نہیں تے، البتہ "مردہ کی طرح" ہو گئے تھے۔

۶۔ یہودیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو لہو ولعب یا مسمریزم قرار دیتی ہے، ٹھیک یہی موقف قادیانیت بھی پیش کرتی ہے۔

۷۔ یہودی تحریک اسلام اور اسلامی اداروں کی بدترین دشمن ہے۔ اور ملت اسلامیہ کی عداوت میں قادیانیت اس سے بھی چار قدم آگے ہے۔ اس کا سرکاری آرگن روزنامہ "الفضل" پوری ملت اسلامیہ کو چیلنج کرتا ہے:

"ہم فتحیاب ہوں گے ضرور، تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔" (الفضل ۳/جنوری ۱۹۵۲ء ملخص)

جس گروہ کے نزدیک تمام عالم اسلام "ابو جہل اور اس کی پارٹی" کی حیثیت رکھتا ہو، اور وہ اپنے آپ کو "محمد رسول اللہ کا بروز" قرار دیتا ہو اس کی عداوت مسلمانوں کے ایک ایک فرد سے کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے غیر معمولی فہم و ذکاوت کی ضرورت نہیں۔

۸۔ صیہونی تحریک دنیا میں ...... اور بالخصوص اسلام کے مقامات مقدسہ میں "اسرائیل کی حکومت" قائم کرنے کی خواہشمند ہے، عین قلب اسلام میں اس کی جارحیت اس کے خطرناک ارادوں کی غماز ہے، اور مسلمانوں کے قبلہ اول پر ان کا تسلط

عالم اسلام کی غیرت کے لئے کھلا چیلنج ہے، اور وہ کسی صلاح الدین کے لئے چشم براہ ہے۔ اور قادیانیت بھی ...... انگریز اور یہود کے زیر سایہ ...... پوری دنیا کو کھا جانے کا عزم رکھتی ہے۔ قادیاں کا خلیفہ کھل کر اعلان کرتا ہے کہ:

"اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے۔ مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ پھر وہ منہ سے دعویٰ ہی نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا ہے۔"

(الفضل ۱۷۔ اپریل ۱۹۲۸ بحوالہ قادیانی مذہب فصل ۱۹ نمبر ۶۰)

"۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی، اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔"

(الفضل ۱۶/جنوری ۵۲ء)

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستہ میں یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔"

(الفضل ۸/جولائی ۱۹۳۵ء بحوالہ قادیانی مذہب فصل ۱۹ نمبر ۵۵)

۹۔ یہودی، امریکہ و برطانیہ کی سازش سے "اسرائیل سٹیٹ" قائم کرنے میں کامیاب ہوئے، اسی طرح قادیانیوں کے لئے انگریز گورنر کی سازش سے پاکستان میں ربوہ سٹیٹ قائم کی گئی، جس کے تمام ممالک سے روابط ہیں۔

۱۰۔ یہودی سٹیٹ عالم اسلام کے عین قلب میں امریکی امداد کے سہارے زندہ ہے، اور اگر اس کا یہ سہارا ختم ہو جائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح "قادیانی سٹیٹ" بھی اپنے مغربی آقاؤں کے بل بوتے پر عالم اسلام کے مایہ ناز ملک پاکستان کے عین قلب میں واقع ہے۔ اگر اس کا یہ سہارا ختم ہو جائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی۔

فلسطین پر قادیانیت اور صیہونیت دونوں کا دعویٰ

صیہونیت اسلام کے مقامات مقدسہ۔ خصوصاً بیت المقدس کو اپنی آبائی میراث سمجھتی ہے اور وہ وہاں مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہیں کرتی۔ ٹھیک یہی دعویٰ قادیانیت کا ہے، وہ بھی مسلمانوں کو فلسطین اور بیت المقدس کی تولیت کا مستحق نہیں سمجھتی، کیونکہ وہ قادیانی نبوت کے منکر اور کافر ہیں۔ قادیانیت کا آرگن "الفضل" لکھتا ہے:

"اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں، اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا تو یقیناً غیر احمدی (یعنی مسلمان) بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں۔ (جلد ۹ نمبر ۳۶ ص ۳۔ ۷ نومبر ۱۹۲۱ء)

الفضل کی اس منطق کا حاصل یہ ہے کہ بیت المقدس کی سرزمین کے مستحق یا تو قادیانی ہیں، ورنہ یہودی ... گویا قادیانی نبوت، صیہونیت کے لئے نئی الہامی سند مہیا کرتی ہے۔

ربوہ اور تل ابیب

برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے اعلان ۱۹۱۷ء کے نتیجہ میں ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں "اسرائیل سٹیٹ" وجود میں آئی۔ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں یہودیت اور قادیانیت دونوں کا دعویٰ تھا کہ مسلمان بیت المقدس اور فلسطین کے مستحق نہیں یہ سوال کہ "اسرائیل سٹیٹ" کے قیام میں قادیانی گروہ کا کتنا حصہ ہے؟ بڑی اہمیت رکھتا ہے، ۱۹۱۷ء سے قیام اسرائیل تک فلسطین پر قادیانی "تبلیغ" کی یورش رہی اور قادیانیوں کے ممتاز افراد "سفید سامراج" کے گماشتوں کی حیثیت سے فلسطین میں کام کرتے رہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود خلیفہ قادیان نے دورہ لندن سے واپسی پر قادیانی سازش کی نگرانی کے لئے بیت المقدس کا دورہ ضروری سمجھا۔

۱۹۳۴ء میں خلیفہ قادیان نے دنیا میں تبلیغ کا جال پھیلانے کے لئے جو درحقیقت انگریز کے محکمہ جاسوسی کی ذیلی شاخ تھی ...... "تحریک جدید" کا اعلان کیا، اور اس کے لئے مالیات کا مطالبہ کیا تو سب سے زیادہ رقم فلسطین کی قادیانی جماعت نے مہیا کی۔

یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ یہ خطیر رقم جو فلسطین سے خلیفہ قادیان کو وصول ہوئی، کہاں سے آئی اور کس نے مہیا کی؟ کیا یہ رقم ان معدودے چند۔ افراد نے مہیا کر دی تھی جو اسلام سے مرتد ہو کر قادیانی امت میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا ان کی مالی حیثیت اس قدر مستحکم تھی کہ وہ اپنے علاقے میں وسیع اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک بہت بڑی رقم خلیفہ قادیان کی خدمت میں نذر کر دیتے؟ جو شخص واقعات کو عقل و فہم کی میزان میں تولنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس کا جواب نفی میں دے گا۔ میں یہاں مشرق وسطیٰ کے ایک وسیع النظر مصنف محمد محمود الصواف کا حوالہ دوں گا۔ وہ اپنی وقیع کتاب "المخططات الاستعمارية لمكافحة الاسلام" میں قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قادیانی سب سے اکفر اور خسیس تر جماعت ہے جسے ستم پیشہ انگریز نے، ہندوستان پر اپنے تسلط کے دوران پروان چڑھایا۔ یہ کافر ٹولہ ہمیشہ زمین میں فساد برپا کرتا رہا ہے، اور ہر میدان میں اسلام کی عداوت و مخالفت اس کا شعار رہا ہے۔ خصوصاً افریقہ میں ان کی سرگرمیاں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ مجھے افریقہ کے ملک "یوگنڈا" سے خط ملا ہے جس کے ساتھ مرزا غلام احمد کذاب قادیان کی کتاب "حمامۃ البشریٰ" بھی تھی، جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی، اور جو کفر و ضلال سے بھری پڑی ہے۔

یہ خط مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے دینی اور راہنما نے وہاں سے لکھا تھا، جس میں انہوں نے تحریر کیا تھا کہ:

یہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہمارے لئے اور اسلام کے لئے سخت تشویش کا باعث ہیں، ان کا معاملہ یہاں نہایت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے، اور ان کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت شدت اختیار کر گئی ہیں، یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں جس کا حساب نہیں، اور اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ مال و دولت سامراج اور اس کے مشنری اداروں کا ہے، اور مجھے باوثوق ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہاں حبشہ کے "عدیس ابابا" میں ان کا ایک مضبوط مشن کام کر رہا ہے جس کا سالانہ بجٹ ۳۵ ملین ڈالر ہے، اور یہ مشن وہاں اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔"

(المخططات الاستعمارية لمكافحة الاسلام ص ۳۴۴ طبع اول)

۳۵ کروڑ ڈالر سالانہ تو صرف حبشہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے

صرف کئے گئے۔ اب غور کیا جا سکتا ہے۔ فلسطین کی تباہی و بربادی کے لئے قادیانیت کا تیس سالہ بجٹ کتنا ہو گا؟ اور یہ ساری رقم کہاں سے آئی؟

دوسرا اہم ترین سوال یہ ہے کہ ان تیس سالوں میں (۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۸ء تک) قادیانیت کا تبلیغی زور اس خطہ پر کیوں مرتکز رہا، اور قادیانی سرگرمیوں کا یہی سب سے بڑا اڈہ کیوں بنا رہا؟ جس کے نتیجہ میں فلسطینیوں کی خانہ ویرانی اور "اسرائیل سٹیٹ" کا قیام عمل میں آیا؟ اور پھر چن چن کر وہاں قادیان کے سازشی دماغوں کو کیوں جمع کیا جاتا رہا؟ یہ سوالات تاریخ کا ایک معمہ اور "قادیانی، یہودی سازش" کا قفل ابجد ہیں۔ جن کو ان دونوں تحریکوں کے دوستانہ روابط کی کلید سے حل کیا جانا چاہئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں "اسرائیل کا اعلان ہوا ٹھیک ان ہی دنوں میں قادیانی گروہ کی "ربوہ سٹیٹ" قائم ہوئی۔ اور سب سے پہلے ربوہ سٹیٹ کا "اسرائیل سٹیٹ" سے رابطہ قائم کیا گیا، ربوہ سٹیٹ کے مطلق العنان حکمران قادیانی خلیفہ کے آرگن نے بڑے تزک و احتشام اور فخر و مباہات سے اعلان کیا:

> "عربی ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان (یورپی اور افریقی) ممالک میں ہے، لیکن پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔"
>
> (الفضل ۳۰/ اگست ۱۹۵۰ء)

الفضل کا یہ جگر خراش اعلان اگر ایک طرف فلسطین کے خانماں برباد مسلمانوں پر خندۂ استہزا کی حیثیت رکھتا ہے تو دوسری طرف "ربوہ سٹیٹ" کے "اسرائیلی سٹیٹ" سے تعلقات و روابط کی شرح و تفسیر بھی مہیا کرتا ہے۔

عالم اسلام ۔۔۔ اور بالخصوص پاکستان ۔۔۔ کے نزدیک "اسرائیل" استعماری سازش کی ناجائز اولاد ہے۔ جس کی پرورش امریکی ایٹم کے زور سے کی جا رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ تعلقات و روابط استوار کرنا کیا معنی؟ کسی اسلامی حکومت نے استعمار کے اس "ناجائز بچہ" کو ابھی تک زندہ رہنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے۔ لیکن قادیانیوں کی "ربوہ سٹیٹ" خود بھی چونکہ استعمار کی ناجائز اولاد کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے ان دونوں کے نہ صرف باہمی روابط استوار ہوئے، بلکہ دونوں توأم "بہن بھائی" کی حیثیت میں عالم اسلام کو چیلنج کر رہے ہیں۔

یہاں اس لطیفہ کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہیں ہو گا کہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۳ء تک پاکستان کا وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خاں قادیانی رہا، جو لفظی طور پر حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا، مگر معنوی طور پر "ربوہ سٹیٹ" کی وزارت خارجہ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اس نے رسمی طور پر پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھایا تھا مگر حقیقی طور پر وہ قادیان کے خلیفہ ربوہ کا مطیع و فرمانبردار اور وفادار تھا، اسی کے عہد وزارت میں "ربوہ سٹیٹ" کا "اسرائیل" سے رابطہ مستحکم ہوا ۔۔۔ میں سفارتی تعلقات کمنا پسند کروں گا ۔۔۔ لیکن جب مسٹر ظفر اللہ خاں سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا اسرائیل میں ربوہ کا مشن قائم ہے؟ تو پاکستان کے وزیر خارجہ نے جواب دیا: "حکومت پاکستان کو تو اس کی اطلاع نہیں۔"

مسٹر ظفر اللہ خاں کا یہ جواب بالکل صحیح تھا، انہوں نے حکومت پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے اسرائیل کے ساتھ سفارتی رابطہ قائم نہیں کیا تھا، بلکہ قادیان کے خلیفہ ربوہ کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اسرائیل سے سفارتی رابطہ قائم کیا تھا، بلاشبہ حکومت پاکستان کو اس کا کوئی علم نہیں تھا، اور مسٹر ظفر اللہ خاں کو اگرچہ اس کا علم تھا مگر وہ حکومت پاکستان کے وزیر صرف رسماً تھے، در حقیقت ان کی حیثیت تو "ربوہ اسٹیٹ" کے محکمہ امور خارجہ کے افسر اعلیٰ کی تھی۔

قادیانی گروہ، چالاکی و عیاری میں اپنے سفید آقاؤں کا بھی استاد ہے۔ جب "ربوہ سٹیٹ" کے سفارتی روابط "اسرائیل" کے ساتھ قائم کئے گئے تو ابتدا میں اسے صیغہ راز میں رکھنے کی کوشش کی گئی، لیکن جب یہ راز طشت ازبام ہو کر رہا تو تاویل کی گئی کہ "اسرائیل" میں جو قادیانی مشن کام کر رہا ہے اس کا "ربوہ سٹیٹ" سے رابطہ نہیں بلکہ وہ انڈیا کے مرکز قادیان کے ماتحت ہے۔

لیکن کچھ دنوں بعد جب "ربوہ سٹیٹ" کا بجٹ شائع ہوا تو اس میں "اسرائیل مشن" کا میزانیہ بھی موجود تھا۔ اب یہ تاویل کی گئی کہ "اسرائیل" میں قادیانی مشن تو قائم ہے، اور ہے بھی ربوہ سٹیٹ کے ماتحت۔ لیکن وہ کوئی سیاسی مشن نہیں، بلکہ تبلیغی مشن ہے۔ میں پہلی تاویل کی طرح اس تاویل کی صحت کو تسلیم کرنے میں بھی تامل نہیں کروں گا، بشرطیکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ قادیانیوں کے "سیاسی مشن" اور "تبلیغی مشن" الگ الگ ہوتے ہیں۔ جہاں تک ہم نے قادیانی تحریک کا مطالعہ کیا ہے...... اور اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں کہوں گا کہ میں نے خود قادیانیوں سے زیادہ اس تحریک کا وسیع و عمیق مطالعہ کیا ہے...... ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قادیانیوں کی تبلیغ عین سیاست ہے اور ان کی سیاست ہی "تبلیغ" ہے، کم از کم قادیانی تحریک کی حد تک تبلیغ اور سیاست کے جداگانہ تصور سے ہم ناآشنا ہیں، قادیانی تحریک کو ہم مذہبی تحریک نہیں سمجھتے، بلکہ یہ خالص سیاسی تحریک ہے، جس پر مذہب کا خول بڑی عیاری سے چڑھا دیا گیا ہے۔ اس لئے اگر قادیانی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ "اسرائیل" میں ان کا "تبلیغی مشن" کام کر رہا ہے، تو دوسرے لفظوں میں وہ صاف اعتراف کرتے ہیں کہ "ربوہ سٹیٹ" کے سفارتی تعلقات اسرائیل سے مستحکم ہیں۔

ربوہ سٹیٹ اور اسرائیل کے مابین فوجی تعاون

دو آزاد اور خود مختار ریاستوں کے درمیان سیاسی، اقتصادی، فنی اور معاشرتی شعبوں میں تعاون ایک قابل فہم چیز ہے۔ بسا اوقات فوجی تعاون کی صورتیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن "ربوہ سٹیٹ" نے "اسرائیل" کے ساتھ ہمہ جہتی تعاون کا ایک نیا باب رقم کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ "ربوہ سٹیٹ" کے قادیانی سپاہی اسرائیلی فوج میں بھرتی کئے جاتے ہیں۔ یہ فوجی تعاون کا وہ عالمی ریکارڈ ہے جو ربوہ سٹیٹ نے قائم کر دکھایا ہے...... ہمارے ملک کے موقر جریدہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے یہ خبر شائع کر کے پورے ملک میں سنسنی پھیلا دی ہے کہ:

> "لندن سے شائع ہونے والی کتاب "اسرائیل اے پروفائل" میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے، یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی۔ نوائی نے لکھی ہے، اور اسے ادارہ پال مال لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔"
>
> (نوائے وقت لاہور صفحہ ۵۔ ۲۹/ دسمبر ۱۹۷۵ء)

مسلمانوں کے لئے یہ انکشاف جس قدر کرب انگیز ہو سکتا ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا، پاکستان کے متعدد اہل فکر اس پر تشویش کا اظہار کر چکے ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ایک معزز رکن مولانا ظفر احمد انصاری نے روزنامہ "طاہر" لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ وہ قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں یہاں ان کے انٹرویو کا اقتباس پیش کر دینا مناسب ہو گا۔

باقی آئندہ

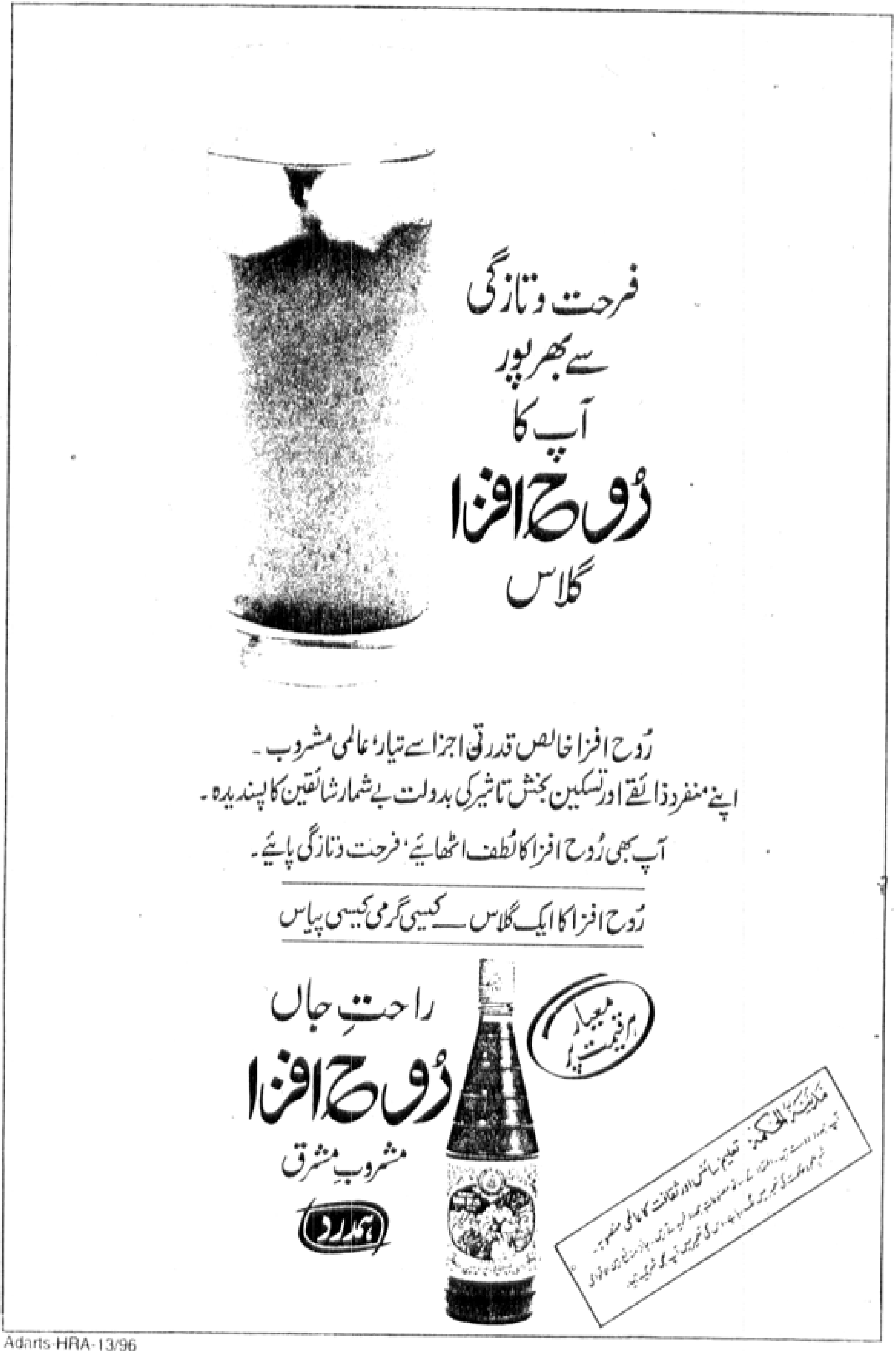
فرحت و تازگی
سے بھرپور
آپ کا
رُوح افزا
گلاس
رُوح افزا خالص قدرتی اجزا سے تیار، عالمی مشروب۔
اپنے منفرد ذائقے اور تسکین بخش تاثیر کی بدولت بے شمار شائقین کا پسندیدہ۔
آپ بھی رُوح افزا کا لُطف اٹھایئے، فرحت و تازگی پایئے۔
رُوح افزا کا ایک گلاس — کیسی گرمی کیسی پیاس
راحتِ جاں
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
ہمدرد
معیار ہر قیمت پر
Adarts-HRA-13/96

religion having no direct trace of Almighty Allah be called a religion? I say, by Almighty God, that in this age there is no one more disgusted than myself with such a religion *(There is no doubt about this.—Compiler). I* name such a *religion* as Satanic religion, not divine (religion)."

(Zamima-e-Braheen-e-Ahmadia, Part V, page 183; Roohani Khazain, Vol. 21, p. 354).

X. Having declared all Muslims out of the fold of Islam, the Qadianis thus abrogated the Kalimah of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) that is, henceforth, nobody can be a Muslim by reciting the Kalimah of Muhammad-ur-Rasulullah! (صلی اللہ علیہ وسلم) The Qadianis openly acknowledged that Mirza Ghulam Qadiani is also included in the Qadiani Kalimah.

Mirza Bashir Ahmad, M.A., writes:

"As a result of the birth of the promised Masih (the Qadiani Mirza) a difference has certainly cropped up (in the meaning of the Kailmah). Before the birth of the promised Masih (the Qadiani Mirza) in the world as a prophet, the words (محمد رسول اللہ) (Muhammad ur Rasulullah) included in their meaning only such prophets as had preceded him; but after the incarnation of the promised Masih (the Qadiani Mirza) in the world as a prophet, one more prophet has been added to the meaning of (محمد رسول اللہ) (Muhammad ur Rasulullah). Therefore on account of the incarnation of the promised Masih the Kalimah (لا إله إلا الله محمد رسول الله), God forbid, does not become abolished; it rather shines more brightly. *(Because Mirza Qadiani, the prophet of higher rank, has entered the meaning of Kalimah! Ha, without Mirza, this Kalimah remained meaningless, useless and false! That is why those who recite this Kalimah without including Mirza therein are 'Kafir', rather 'pakka Kafir'! — Compiler).* In short, the same Kalimah is (effective) even now for embracing Islam, with the only difference that the incarnation of the promised Masih (Mirza Qadiani) has added one more prophet to the meaning of (محمد رسول اللہ) (Muhammad ur Rasulullah)."

"Moreover, even if we accept by [illegible] that the sacred name of the gracious Prophet has been included in the sacred Kalimah because he is the last of the Prophets, even then there is no harm and we do not need a new Kalimah because the promised Masih is not a separate entity from the gracious Prophet as he (Mirza) himself says: "My being is exactly the being of Muhammad ur Rasulullah." Also, "One who discriminates between me and Mustafa has neither recognized me nor seen me." And the reason for this is Allah Almighty's promise that He would reincarnate *"Khatam un Nabieen"* in this world once more as a prophet as is evident from the verse," And others of them....." Thus the promised Masih (Mirza of Qadian) is himself Muhammad ur Rasulullah, who has been incarnated in the world again to spread Islam. We do not, therefore, need any new Kalimah. Albeit, a new Kalimah would have been necessary, if some other person had been reincarnated instead of Muhammad ur Rasulullah. So contemplate!"

(Kalimatul Fasl, page 158, by Mirza Bashir Ahmad Qadiani).

ضروری وضاحت

میں حکیم و ڈاکٹر حافظ محمد عمران خان یوسف زئی ساکن ا/A، ۳ ST، دستگیر نمبر۹ کراچی، اشاعت اسلام کے جذبہ کے تحت مختلف اخبار و رسائل، جن میں ہفت روزہ "ختم نبوۃ" بھی شامل ہے، کے لئے مضامین لکھتا رہتا ہوں۔ میرا کسی سیاسی و مذہبی جماعت سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے میں اپنے نام یا کسی سیاسی شخصیت کے نام سے کسی قسم کے پمفلٹ کی اشاعت میں کبھی ملوث نہیں رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص سید یقین بخاری ساکن مکان نمبر ۵۹۰ محلہ امین آباد اٹک شہر، میرے نام و پتے نیز کئی سیاسی شخصیات کے نام و پتے پمفلٹ شائع کر رہا ہے۔ میں ہر خاص و عام کو مطلع کرتا ہوں اس قسم کے کسی پمفلٹ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز میں سید یقین بخاری نامی شخص کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔

حکیم و ڈاکٹر حافظ محمد عمران خان یوسف زائی

ا/A، ۳ ST، دستگیر نمبر۹، کراچی ۷۵۹۵۰

(e) "Our enemies have become the *swine* of wildernesses and their women have surpassed *bitches*."

(Roohani Khazain: Vol. 14, p. 53).

(f) Those who were my adversaries, have been named as Christians, Jews and Polytheists:

(Nazul ul Masih p. 4, Roohani Khazain, Vol. 18, p. 382).

VIII. Mirza declared his teachings and *Wahi* (revelation) as the basis of Salvation for the entire mankind:

(a) "Tell them that if you love God then come and follow me, so that God also loves you."

(Mirza Qadiani Ka Ilham in Haqiqat ul Wahi, p. 82).

(b) "Because in my teachings there are commands as well as prohibitions and the revival of necessary injunctions of *Shariat*, therefore, God has named my teachings and the *Wahi* which descends upon me as *falak* i.e., boat .... Now see, God has called my instructions, my *Wahi* and my *ba'it* (discipleship) as Noah's Boat and established it as the basis of salvation for all human beings. He who has eyes may see and he who has ears may hear."

(Arbaeen No. 4, Hashiah p. 7).

IX. Mirza declared that the Islam introduced by Muhammad ur Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) as a dead and accursed religion until Mirza was not acknowledged as a Prophet. That is why Qadianis believe that *Deen-e-Islam* is dead without Mirza. A few references are given below:

Dead Islam

(a) "Probably in the year 1906, at the proposal of Khwaja Kamaluddin, Moulvi Muhammad Ali entered into an agreement with the Editor of *Akhbar-e-Watan* to the effect that the *Review of Religions* would publish no articles about the (Qadiani) sect; it would only publish general articles on Islam and the Editor of the *Watan* would propagate in his paper for the assistance of the Journal, *Review of Religions*. The promised Masih disliked this proposal and it was strongly opposed by the Jamaat also. Hazrat Sahib said: 'Will you present *dead Islam* before the world by excluding me'?"

(Zikr-e-Habib by Mufti Muhammad Sadiq Qadiani,

(b) "We believe that a religion which does not have the chain of prophethood *(as in Islam — Compiler)* is a dead religion. We call the religions of the Jews, the Christians and the Hindus dead only because now there are no prophets in them. If this were the position in Islam, too, we would be no more than mere *story-tellers*. Why do we regard it superior to other religions? After all, it should have some distinction."

(Malfoozat-e-Mirza, Vol. 10, page 127).

(c) "During the lifetime of the promised Masih (Mirza Qadiani), at the proposal of Moulvi Muhammad Ali and Khwaja Kamaluddin, the Editor of *Akhbar-e-Watan* started a fund-collecting scheme in 1905 for the purpose of sending copies of the *Review of Religions* to foreign countries, on the condition that it should not contain the name of the promised Masih (Mirza Qadiani). But 'hazrate aqdas' (Mirza Qadiani) rejected this proposal saying: 'Will you present *dead* Islam by excluding me?' Thereupon, the Editor *Watan* announced the closure of this fund-collecting scheme."

(Al-Fazl, Qadian, Vol. 16, No. 32, dated 19th October, 1928, as cited in Qadiani Mazhab, pages 464-462).

Accursed, Contemptible and Satanic Religion

(d) "That religion is no religion and that prophet is no prophet by following whom a man does not come so close to God as to be honoured with divine conversation (i.e. *Prophethood —Compiler)*. That religion is cursed and contemptible which teaches that human progress depends only on a few narrated anecdotes *(i.e., the Shari'at-e-Muhammadi which is narrated from the holy Prophet.— Compiler)* and that the '*wahi*' has lagged behind instead of going ahead .... Hence such a religion deserves to be called *Satanic* rather than divine."

(Zamima-e-Braheen-e-Ahmadia, Part V, pages 138-139; Roohani Khazain, Vol. 21, p. 306).

(e) "How absurd and false it is to believe that after the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) the door of the divine '*wahi*' has been closed for ever and there is no hope of it in the future till the Day of Resurrection — only worship tales. Can a

V. Mirza Declared his so-called *Wahi* (revelation) as absolute as Torah, Gospel and Quran

(a) "And I place my belief in the *Ayaat* (verses) of Quran Shareef, the same way, without a jot of difference, I believe in that clear, and apparent *Wahi* of God which came to me whose truth has been unravelled to me through His continuous tokens. And I can swear this standing in *Baitullah* (holy Ka'bah in Makkah) that the holy revelation which descends *upon me* is the word of the same God Who sent down His Word on Hazrat Moosa (Moses) Hazrat Isa (Jesus) and Hazrat Muhammad Mustafa." (...)

(Ek Ghalati ka Izala, p. 8)

(b) "This Divine conversation which is held with me is certain. If I doubt it for a moment I become an infidel and my hereafter be destroyed. The word which descended on me is certain and absolute. As a person cannot doubt the sun and its light, having seen the sun and the sunlight, the same way I cannot place doubt in that word which descends upon me from Allah and I have the same faith in it as in God's book. It is possible that up to a certain time, mistakes may be committed by me in interpreting God's word at certain places but it is not possible that I doubt that (this) is not God's word."

(Tajjaliat-e-Ilahi, p. 20, Rabwah)

(c) "How can I repudiate the continuous *Wahi* of God (being revealed) for twenty-three years. I have faith in this holy *Wahi* of His as in all the *Wahis* of God having been revealed prior to me."

(Haqeeqat ul Wahi, p. 150)

VI. Along with his claim of being a recipient of *Wahi* on the same pattern as Torah, Gospel, and Quran and his claim of absolute Messengership and Prophethood (*Risalat and Nabuwwat*) Mirza called upon all Humanity to profess belief in him. Of numerous references a few are presented here:

(a) "And say, O people, I have come as a Prophet of Allah towards you all."

(Tazkirah, p. 352; Fourth edition)

(b) "We have sent towards you a Prophet like the Prophet who was sent towards Pharaoh."

(Haqeeqat ul Wahi, p. 101)

(c) "You say, a hyat has descended from God so if you are a believer, then don't reject."

(Tazkirah, p. 11?)

(d) "Blessed [is] he who identified me. I am the last path of all the paths of God and I am the last light out of all His Lights. Unlucky is he who forsakes me because without me all is darkness"

(Kashti e Nooh, p. 56).

VII. Mirza abused those persons who refused to believe in his homemade egoistic prophethood, in the most filthy language. Besides calling them "infidels", "polytheists," "hell-dwellers" and "Jews", he even addressed them as "dogs", "swine", "bastards", "sons of bitches" and "whores." A few specimens follow:

(a) "Say, O infidels I am truthful".

(Mirza ka Ilham, Tazkirah p. 343 Fourth edition).

(b) "And infidels say, you are not sent with a message".

(Ilham of Mirza in Mubahatha Rawalpindi, p. 240).

(c) "Every Muslim sees my books with loving eyes and affection and benefits from their learnings and accepts me. But those born of *prostitutes* and *adulteresses*, whose hearts have been sealed by God do not accept me."

(Ainae-Kamalat-e-Islam p. 547-548).

(d) "He is desirous of being born as a bastard and is not born of legitimacy. To be born of legitimacy it is obligatory that if he considers me a liar and deems the Christians dominant and triumphant, then he should actually counteract the argument which I have presented. So he is prohibited to eat and drink if he reads this announcement and does not go to Mr. Abdullah Atham. And if not by God's fear then out of fear of this filthy title, he puts great pressure so that they admit the said words and take three thousand rupees and show execution of this act. So if Abdullah Atham escapes from the agreed pledge then he may make it known in all the world that the Christians are victorious, otherwise, the sign of a bastard is that he would not take on the straight path."

(Anwar-ul-Islam, p. 30; Roohani Khazain, Vol. 9, p. 32).

SUBMISSION

TO THE HON'BLE

SUPREME COURT

OF PAKISTAN

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

(j) The So-called Superior Mental Development of Mirza

Mirza's disciples went to the extent of claiming that the mental development of Mirza of Qadian was superior to that of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) Thus it is said:

"The mental development of the promised Masih (i.e., the Mirza of Qadian) was higher than that of the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) And this is only a partial superiority which the promised Masih has over the holy Prophet. The mental faculties of the holy Prophet could not manifest fully owing to the deficiency of civilization; although the ability existed. They have now manifested themselves fully through the promised Masih by virtue of the advancement of civilization."

(Review, May 1929.
as cited in Qadiani Mazhab, Page 266,
ninth edition, Lahore).

(k) Mirza's boasts against Isa (Jesus) (علیہ السلام)
According to the Islamic beliefs Hazrat Isa (علیہ السلام) is a highly dignified Prophet endowed with a *Shariat* (religious code). Mirza chose him, specifically, for his target and displayed great arrogance. Some references are:

(i) "O Christian Missionaries, don't call Masih your Lord Protector and see there is one amongst you superior to that Masih."

(Dafe ul Bala, p. 13)

(ii) "God sent in this Ummat the promised Masih who is far superior to that earlier Masih in glory and gave this second Masih the name of Ghulam Ahmad."

Ibid.

(iii) "God sent in this Ummat the promised Masih who is far superior to that earlier Masih in glory. I swear by Him in Whose Hands is my life that if Masih bin Mariam had been in my times he would not have carried out the work which I can do and the tokens being vindicated by me could never be shown by him."

(Haqiqat ul Wahi, p. 148, Kashti-e-Nooh, p. 56).

(iv) "When God and His Prophet and all the *Nabis* have declared that the Masih of the last era is pre-éminent due to his great deeds, then it is an evil suggestion of Satan to say that 'why do you consider yourself superior to Masih Ibne Mariam.'"

(Haqiqat ul Wahi, p. 155).

(v) "Leave the mention of Ibne Mariam (i.e. Masih/ Jesus). Ghulam Ahmad is better than he."

(Dafe ul Bala, p. 20).

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن)

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

○۔ "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" برصغیر پاک و ہند میں وہ مشہور کتاب ہے جسے قادیانی عقائد و عزائم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

○..... آج تک اس کے تمام ایڈیشن لیتھو پر شائع ہوئے تھے جن میں موجود بہت سی غلطیاں کتاب کے حسن کو ماند کررہی تھیں۔

○..... اب اس کا جدید ایڈیشن کمپیوٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔

جدید ایڈیشن درج ذیل خصوصیات کا مجموعہ ہے:۔

۱..... قدیم قادیانی کتب اور ان کے جدید ایڈیشنوں کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز روحانی خزائن (مطبوعہ ربوہ و لندن) کے حوالہ جات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۲..... قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات بمعہ جلد' شمارہ' تاریخ اور صفحات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۳..... کتابت کی سابقہ تمام غلطیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ حوالے کی اصل کتابوں سے عبارتوں کو ملا کر تصحیح کردی گئی ہے۔

۴..... سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ اور جلد کے ساتھ روایت نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۵..... جہاں کہیں عبارتوں میں کتابت کی غلطی تھی اسے دور کردیا گیا ہے۔

۶..... فاضل مصنف مرحوم نے عنوان کے ساتھ صرف نمبر لگائے تھے۔ ہم نے فہرست میں ان عنوانات کے ساتھ صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

۷..... ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو اصل فہرست کے ساتھ لگادیا گیا ہے۔

۸..... مرزا قادیانی کے اشتہارات جو تبلیغ رسالت کے نام سے پہلے دس جلدوں میں تھے۔ ان حوالہ جات میں مجموعہ اشتہارات کی تینوں جلدوں کے صفحات دے دیئے ہیں۔

۹..... مصنف نے مرزا کے اقوال کفریہ مختلف قادیانی رسائل و اخبارات کے حوالہ کے ساتھ دیئے تھے۔ اب ملفوظات کے حوالہ جات بھی ساتھ لگادیئے گئے ہیں۔

۱۰..... مصنف کے زمانہ تصنیف کتاب ہذا کے وقت مرزا قادیانی کا کفرنامہ' تذکرہ' شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ایڈیشن میں "تذکرہ" کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت۔ عمدہ سفید کاغذ۔ سہ رنگ ٹائٹل۔ خوب صورت جلد۔ صفحات ۱۱۳۰۔

قیمت تین صد ۳۰۰روپے صرف۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون نمبر ۵۱۴۱۲۲

گیارھویں عالمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عظیم الشان

سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

امن گھر برمنگھم

بروز اتوار ۱۱ / اگست ۱۹۹۶ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی ◎ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرماکر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۳۵ اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو ۹ ایچ زیڈ ...